کتابت و تدوینِ حدیث

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے قلم سے

مولانا ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صدیقی صاحب
مشرف، التخصص فی الدعوۃ والارشاد
جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کتابت وتدوین حدیث

صحابۂ کرام کے قلم سے

ڈاکٹر مولانا ساجد الرحمٰن صدیقی

ناشر

مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	کتابت وتدوین حدیث صحابۂ کرام کے قلم سے
نام مؤلف	ڈاکٹر مولانا ساجدالرحمٰن صدیقی
اشاعت	۲۰۰۸ء

ملنے کے پتے

فہرست

☆ پہلا باب

دورِ صحابہؓ میں کتابتِ حدیث سے متعلق چند مباحث	۱۱
تدوینِ حدیث کا مفہوم	۱۵
تدوینِ حدیث کے مراحل	۱۶
اسلام سے قبل اور طلوع...... میں تحریر و کتابت کی صورت حال	۲۵
کتابتِ حدیث کی ممانعت اور اس کے جواز کی احادیث	۳۰
مکاتیب رسول اللہ ﷺ	۴۱

☆ دوسرا باب

کتابت وتدوینِ حدیث اور خلفائے راشدین	۵۱
حضرت ابوبکر صدیقؓ	۵۲
روایتِ حدیث میں احتیاط اور اصول تثبت	۵۳
صحیفۂ ابوبکرؓ	۵۴
حضرت ابوبکرؓ کی دیگر تحریریں	۵۶

حضرت عمر بن الخطابؓ ۵۷
روایت حدیث میں حضرت عمرؓ کی احتیاط ۵۷
صحیفۂ عمرؓ ۵۸
حضرت عمرؓ اور جمع احادیث کا اہتمام ۶۰
مکاتیب عمرؓ ۶۳
حضرت عمرؓ کے فیصلے ۶۵
رسول اکرم ﷺ کے تحریری معاہدات اور مواثیق ۶۷
حضرت عثمان غنیؓ ۶۷
مسلمانوں کے نام حضرت عثمانؓ کی تحریر ۶۸
حضرت علی بن ابی طالبؓ ۶۸
روایت حدیث میں حضرت علیؓ کی احتیاط ۶۹
صحیفۂ حضرت علیؓ ۶۹

☆ تیسرا باب

صحابۂ کرام جنہوں نے احادیث کے مجموعے مرتب کئے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ۷۵
صحیفۂ صادقہ ۷۶
احادیث کے دیگر مجموعے ۷۹
حضرت ابوہریرہؓ ۸۳

حب رسول اللہ ﷺ	۸۴
کتابت حدیث	۸۸
حضرت ابو ہریرہؓ کے حفظ حدیث کا امتحان	۹۱
الصحیفۃ الصحیحۃ	۹۲
حضرت عبداللہ بن عباسؓ	۹۶
طلب علم کا شوق	۹۷
کتابت حدیث	۹۸
نشر واشاعت حدیث	۱۰۲
حضرت جابر بن عبداللہؓ	۱۰۵
صحیفۂ جابرؓ	۱۰۶
حضرت سمرہ بن جندبؓ	۱۰۹
حضرت سمرۃ بن جندبؓ کا مجموعۂ احادیث	۱۰۹
حضرت انس بن مالکؓ	۱۱۰
کتابت حدیث	۱۱۱
حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ	۱۱۴
کتابت حدیث	۱۱۴

☆ چوتھا باب

صحابۂ کرام جنہوں نے کتابت وتدوین حدیث میں حصہ لیا	۱۱۵

حضرت ابوایوب انصاریؓ	۱۱۵
حضرت ابوبکرہ ثقفیؓ	۱۱۶
حضرت ابورافعؓ	۱۱۶
حضرت ابوریحانہ ازدیؓ	۱۱۷
حضرت ابوسعید خدریؓ	۱۱۸
حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ	۱۲۰
حضرت ابی بن کعبؓ	۱۲۱
حضرت اسید بن حضیرؓ	۱۲۲
حضرت براء بن عازبؓ	۱۲۳
حضرت جابر بن سمرہؓ	۱۲۴
حضرت جریر بن عبداللہؓ	۱۲۴
حضرت حسن بن علیؓ	۱۲۵
حضرت رافع بن خدیج الانصاریؓ	۱۲۶
حضرت زید بن ارقمؓ	۱۲۷
حضرت زید بن ثابتؓ	۱۲۸
حضرت سلمان فارسیؓ	۱۳۰
حضرت ضحاک بن سفیانؓ	۱۳۰
حضرت ضحاک بن قیسؓ	۱۳۱
حضرت عبدالرحمن بن عائذؓ	۱۳۲

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ ۱۳۳
حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ ۱۳۴
حضرت عبداللہ بن عمرؓ ۱۳۵
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ۱۳۷
حضرت عمرو بن حزم انصاریؓ ۱۳۸
حضرت محمد بن مسلمہؓ ۱۴۰
حضرت معاذ بن جبلؓ ۱۴۱
حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ ۱۴۱
حضرت المغیرۃ بن شعبہؓ ۱۴۲
حضرت نعمان بن بشیرؓ ۱۴۳
حضرت واثلۃ بن الاسقعؓ ۱۴۴

☆ پانچواں باب

صحابیات جنہوں نے کتابت وتدوین میں حصہ لیا

حضرت اسماء بنت عمیسؓ ۱۴۵
حضرت سبیعہ اسلمیہؓ ۱۴۵
حضرت عائشہ بنت ابی بکر الصدیقؓ ۱۴۷
حضرت عائشہؓ اور کتابت حدیث ۱۴۷
حضرت فاطمۃ بنت قیسؓ ۱۴۹
حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۱

حرف اول

انکار سنت کا فتنہ قدیم ہے اور مسلمانوں کی تاریخ کے مختلف مراحل میں ایسے فرقے اور گروہ پیدا ہوتے رہے ہیں جو سنت اور حدیث کی قطعیت اور حجیت کے بارے میں سوالات اٹھاتے رہے ہیں۔ البتہ ہر دور میں انکار سنت کی صورتیں بھی بدلتی رہی ہیں اور اس کے ظہور کے اسباب بھی حالات کے ساتھ بدلتے رہے۔

دور جدید میں انکار حدیث یا اس کی حجیت اور قطعیت یا اس کی نقل وروایت کے بارے میں شبہات کے اظہار کی اساسی اور نمایاں وجوہات حسب ذیل ہیں۔

پہلی وجہ: تقریبا دو صدیوں سے دنیا بھر کے مسلمانوں کا بالعموم اور برصغیر کے مسلمانوں کا بالخصوص عربی زبان سے علمی تعلق منقطع ہو چکا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل اسلام رفتہ رفتہ اس تراث علمی سے دور ہوتے چلے گئے جو محدثین فقہاء علماء اور صوفیاء کے عظیم الشان کارناموں کی صورت میں عربی زبان میں محفوظ ہے اور تاہنوز اس کا بہت ہی قلیل حصہ مسلمانوں کی دوسری زبانوں میں منتقل ہوسکا ہے۔

دوسری وجہ: مادی مکاسب اور مناصب کا تعلق انگریزی زبان سے اور ان

علوم سے مرتبط ہو گیا جن کے حصول کے لئے انگریزی زبان کا جاننا ضروری ہے۔ بنابریں عام مسلمانوں کا اسلامی علوم سے ذہنی بعد مزید وسیع ہو گیا۔

تیسری وجہ: مغرب کی مادی ترقی اور تہذیب جدید کی خیرگی نے مسلمانوں کی ذہنی غلامی کو اس درجہ تک پہنچا دیا کہ مغرب سے آنے والا ہر تصور وخیال خوب اور مستحسن ٹھہرا اور اپنے یہاں ذرا فرق نظر آیا تو فوراً ترمیم اور تاویل کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس ذہنی پس منظر میں اسلامی علوم سے متعلق مستشرقین کی تصانیف اپنا رنگ لائیں اور ان کے پیدا کردہ شکوک وشبہات نے ذہنوں میں جگہ بنالی۔

انکار حدیث کے مزعومہ دلائل میں بظاہر نمایاں دلیل دور اول میں حدیث کا ضبط تحریر میں نہ آنا اور اس سلسلے میں نقل وروایت پر اکتفا کرنا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول کریم ﷺ کے فرمودات نہ صرف یہ کہ صحیفوں اور مجموعوں میں مدون کئے بلکہ انہوں نے ان ارشادات کو اپنے صفحۂ دل پر لکھ لیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم ساٹھ کے قریب صحابہ حضور ﷺ کی مجلس تعلیم وارشاد میں موجود ہوتے اور آپ ﷺ کے فرمودات سنتے اور جب آپ ﷺ کسی ضرورت سے اٹھ کر تشریف لے جاتے تو ہم ان فرمودات کو یاد کرتے اور ایک دوسرے کو سناتے۔ حتی کہ آپ ﷺ کے ارشادات ہمیں اس طرح حفظ ہو جاتے۔ جیسے ہمارے دلوں سے پھوٹے ہوں۔

زیر نظر تالیف کا تعلق بھی اسی موضوع سے ہے۔ یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ صرف یہ کہ احادیث حفظ کیں اور اس امانت کو کمال احتیاط اور تثبت کے ساتھ

اگلوں کے سپرد کیا بلکہ احادیث کو صحیفوں اور مجموعوں کی صورت میں مدون بھی کیا۔ جن میں صحیفہ ھمام بن منبہ جو دراصل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی املاء کرائی ہوئی احادیث کا مجموعہ ہے۔ آج تک موجود ہے اور پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے اسے محقق کر کے شائع بھی کر دیا ہے۔ اور اس مجموعے میں تحریر شدہ تمام احادیث مسند احمد بن حنبلؒ میں موجود ہیں اور بعض احادیث صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں بھی موجود ہیں اور ان کتب حدیث میں موجود احادیث میں اور صحیفہ ھمام بن منبہ کی احادیث میں الفاظ وکلمات کا کہیں فرق نہیں ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

اصلاً زیرِ نظر کتاب عربی زبان میں تألیف ہوئی - اور "كتابة الحديث باقلام الصحابة" کے نام سے دار الحدیث، مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ اب اسے بعض جزوی تبدیلیوں اور چند اضافوں کے ساتھ اردو کے قالب میں ڈھالا گیا ہے۔ بنا بریں یہ حرف بحرف ترجمہ نہیں ہے بلکہ اصل کے مضامین کو اردو میں مرتب کیا گیا ہے۔

اللہ سبحانہ سے دعا ہے کہ اس عمل قلیل کو شرف قبول عطا فرمائے۔ اس خطا کار کی مغفرت فرمائے اور اس متواضعانہ تحریر کو نجات اخروی اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

ساجد الرحمٰن صدیقی

پہلا باب

دور صحابہ میں کتابت حدیث سے متعلق چند مباحث

دور جدید میں اسلامی دنیا کے مختلف حصوں میں بعض تعلیم یافتہ حضرات کے ذہنوں میں یہ غلط فہمی موجود ہے کہ عصر نبوت اور دور صحابہ میں حدیث نہیں لکھی گئی بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث لکھنے سے منع فرمادیا تھا۔ چنانچہ اس دور میں قرآن کریم کو تحریری طور پر محفوظ کرنے کا تو اہتمام کیا گیا لیکن حدیث کے سلسلے میں صرف حفظ اور یادداشت پر اعتماد کیا گیا۔ ازاں بعد جب پہلی صدی ہجری کے اختتام پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ (۱) خلیفہ مقرر ہوئے تو انھوں نے تدوین حدیث کا حکم جاری کیا۔ اور اس بارے میں ایک مرتب لائحہ عمل بنا کر اپنے تمام گورنروں کو تحریر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جمع کرو اور بطور خاص مدینہ منورہ میں اپنے عامل کو تحریر فرمایا احادیث جمع اور تحریر کر کے میرے پاس روانہ کرو مجھے ڈر ہے کہ کہیں علم مٹ نہ جائے۔

---

(۱) حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان (متوفی ۱۰۱ھ) عظیم تابعی، خلیفہ راشد امام عادل اور عالم کامل آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تدوین وحفاظت کا بہت اہتمام تھا۔ جب آپ ۹۹ھ میں خلیفہ ہوئے تو آپ نے عالم اسلام کے مختلف اطراف میں علماء اور حکام کو تدوین حدیث کا حکم جاری فرمایا (تہذیب الاسماء: ج ۲ ص ۱۷۔ تہذیب الترتیب: ج ۷ ص ۴۷۰)۔

(۲) ابن حجر عسقلانی: فتح الباری ج ۱۔ ص ۱۹۰۔

(۳) سنن داری (باب من رخص فی کتابۃ العلم) ج ۱ ص ۱۲۰ کتب دحلان اندونیسیا۔

۲۔اس غلط فہمی کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ بالعموم مورخین نے تدوین حدیث کے ذکر کے وقت بات کا آغاز اس باقاعدہ تدوین حدیث سے کیا جس کا آغاز دوسری صدی کے ہجری کے اوائل میں ہوا۔ اور ان مجموعوں اور مصاحف کا ذکر کا التزام نہیں کیا۔ جو پہلی صدی ہجری میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور تابعین نے مدون فرمائے تھے۔اور جن میں احادیث کا بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا تھا اور ان احادیث کا بیشتر حصہ لکھا گیا تھا جو بعد میں تیسری صدی ہجری میں باقاعدہ مصنفات حدیث کی صورت میں مدون ہوئیں۔مؤرخین نے اس حقیقت کے ذکر کا اس لئے اہتمام نہیں کیا کہ صحابہ کرام اور تابعین کے دور میں لکھے جانے والے مجموعات کی جملہ احادیث ان مصنفات حدیث میں جمع ہو گئیں جو بعد میں مرتب ہوئے۔چنانچہ جو مجموعہ احادیث صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) نے مرتب فرمایا تھا اور جس کا نام انہوں نے صحیفہ صادقہ رکھا تھا تمام کا تمام حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ(۱) کی مسند میں آ گیا ہے اور اس مجموعہ کی احادیث متفرق طور پر احادیث کی دیگر کتب میں بھی آئی ہیں۔اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ جملہ احادیث جو ان کے شاگرد ھمام بن منبہ نے اپنے مجموعہ میں تحریر کی تھیں کتب احادیث میں موجود ہیں۔(۲)

---

۱)احمد بن حنبل شیبانی (متوفی ۲۴۱) حدیث نبوی کے عظیم عالم اور امیر المومنین فی الحدیث ہیں ان کا مرتب کردہ مجموعہ احادیث مسند احمد بن حنبل کے نام سے متعارف ہے اور چالیس ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔

۲)ھمام بن منبہ (متوفی ۱۳۱ھ) تابعی ہیں حدیث کا سب سے پہلا تحریری مجموعہ جو اب تک اپنی اصل صورت میں باقی ہے ان کا مرتب کردہ مجموعہ صحیفہ صحیحہ ہے جسے ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے محقق کر کے شائع کر دیا ہے اس مجموعہ کی جملہ احادیث صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مسند احمد بن حنبل میں موجود ہیں۔

اس مقام پر یہ نکتہ ذکر کر دینا مناسب ہوگا کہ ہمام بن منبہ کا مرتب کردہ مجموعہ حدیث جو اصل صورت میں ہم تک پہنچا ہے اس میں مذکورہ احادیث اور ان احادیث میں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بطور حفظ روایت ہو کر کتب احادیث میں مدون ہوئی ہیں کسی طرح کا کوئی فرق اور اختلاف واقع نہیں ہوا جو اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ محدثین نے اور رواۃ حدیث نے اپنے حفظ کی بنیاد پر جو احادیث روایت کی ہیں انھوں نے امت کی یہ امانت اعلیٰ ترین صحت کے ساتھ جوں کی توں بغیر کسی حرف کے ردوبدل کے پہنچادی ہے جس کے بعد اس میں شک اور شبہ کا امکان بھی باقی نہیں رہا کہ شاید کسی مقام پر رواۃ حدیث کا حافظہ خطا کر گیا ہو۔

علامہ ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ (۱) اپنی کتاب رجال فکر و دعوت میں تحریر فرماتے ہیں

> "اگر ان تمام احادیث کو یکجا کیا جائے جو صحابہ اور تابعین کے صحائف میں موجود تھیں اور ان کا موازنہ بعد کے مؤلفات حدیث سے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کتب حدیث کی اکثر احادیث بغیر ترتیب کے صحابہ کرام کے قلم سے لکھی جاچکی تھیں"۔ (۲)

۳) تعلیم یافتہ حضرات کے ذہنوں میں پائی جانے والی اس غلط فہمی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آج کے دور میں یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ جو صحیفے اور مجموعے صحابہ

---

۱) ابوالحسن علی ندویؒ عالم کبیر متعدد کتابوں کے مؤلف جن میں سے 'مسلمانوں کے زوال سے دنیا کو کیا نقصان پہنچا' کے متعدد زبانوں میں تراجم ہوئے ۱۹۹۹ء میں انتقال ہوا۔

۲) ڈاکٹر عمر هاشم: قواعد اصول حدیث ص ۲۳۶ بیروت۔

کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے قلم سے لکھے گئے ہیں وہ کس قدر ذخیرہ احادیث پر مشتمل تھے کیونکہ محدثین کی کاوشوں کے نتیجے میں جو کتب حدیث وجود میں آئی ہیں وہ احادیث کے ایک عظیم ذخیرے پر مشتمل ہیں اس بنا پر یہ تصور کرنا دشوار ہے کہ یہ اتنا بڑا ذخیرہ احادیث ان صحیفوں اور مجموعوں میں آ گیا ہوگا جو پہلی صدی ھجری میں مدون ہوئے۔

''احادیث کی تعداد کے بارے میں جو روایات ملتی ہیں ان پر بعض اوقات تعجب ہوتا ہے مثلاً یہ کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو سات لاکھ سے زائد احادیث یاد تھیں اسی طرح امام ابو زرعہ جو حفاظ حدیث میں خاص امتیاز رکھتے ہیں انکی حدیثوں کی تعداد بھی سات لاکھ بتائی جاتی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق عام طور سے لکھتے ہیں کہ انہیں دو لاکھ کے قریب تو غیر صحیح اور ایک لاکھ کے قریب صحیح حدیثیں زبانی یاد تھیں امام مسلمؒ سے لوگوں نے ان کا یہ دعویٰ نقل کیا ہے کہ اپنی کتاب صحیح کے متعلق خود فرمایا کرتے تھے کہ اپنے کان سے سنی ہوئی تین لاکھ حدیثوں سے میں نے یہ مجموعہ منتخب کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ عام لوگ تو ایک طرف رہے تعلیم یافتہ حضرات کو بھی اس حقیقت کا علم نہیں ہے کہ احادیث کی یہ کثیر تعداد ہر حدیث کے متعدد اور بکثرت متابعات اور شواہد کی وجہ سے ہے اور محدثین کے نزدیک ان میں سے ہر حدیث ایک مستقل حدیث ہے مشہور حدیث (إنما الأعمال بالنيات) واقعہ کے لحاظ سے ایک حدیث ہے لیکن محدثین چونکہ سات سو طریقوں سے اسے روایت کرتے ہیں اس لئے بجائے ایک کے صرف اسی ایک حدیث کی تعداد

سات سو ہو جاتی ہے اگر احادیث کے ذخیرے میں سے ان متابعات اور شواہد کو علیحدہ کر دیا جائے تو احادیث کی تعداد بہت کم رہ جائے گی چنانچہ ابوعبداللہ حاکم نے تصریح کی ہے کہ صحت کے اعتبار سے درجہ اول کی احادیث کی تعداد دس ہزار ہے۔(۱)

اصل بات یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک اگر حدیث کے متن میں یا سند میں کہیں کوئی فرق واختلاف ہے تو وہ ایک مستقل حدیث ہے۔ چنانچہ اگر ایک ہی حدیث کی متعدد اسانید ہیں تو ہر ایک سند کے حساب سے یہ ایک مستقل حدیث ہے۔ اور اسی سے یہ اندازہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ ایک ہی حدیث کی صحت اور ضعف کے بارے میں محدثین کے مابین اختلاف کی بنیاد کیا ہے۔ چنانچہ ہوسکتا ہے کہ ایک ہی حدیث ایک سند کے پیش نظر صحیح قرار دی گئی ہو اور دوسری سند کے پیش نظر اس کو ضعیف یا معلل کہا گیا ہو۔ اس لئے یہ صحیح طریقہ نہیں ہے کہ کسی حدیث کے ضعیف ہونے کے بارے میں کسی محدث کا قول دیکھ کر اس کے ضعیف ہونے کا حکم عائد کردیا جائے بلکہ ضروری ہے کہ حدیث کی تمام سندوں کو جمع کیا جائے اور ان سب کے بارے میں نقاد حدیث کی آراء کو جمع کیا جائے اس کے بعد معیار صحت حدیث کا فیصلہ ممکن ہے۔

تدوین حدیث کا مفہوم:

۴۔ بہرحال کتب تاریخ میں جہاں تدوین حدیث کا ذکر آیا ہے اس سے مراد سرکاری سطح پر ہونے والی وہ تدوین ہے جس کا اہتمام پانچویں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور خلافت میں فرمایا۔ جس کے تحت جملہ احادیث کے یکجا ضبط تحریر میں

(۱) قواعد اصول الحدیث ص ۲۳۶۔ تدوین حدیث ص ۱۲۰۔۱۲۲۔

لانے کا سرکاری اور باقاعدہ انتظام ہوا۔خود تدوین کا لفظ اسی مفہوم پر دلالت کرتا ہے کہ تدوین کے معنی لکھنے کے نہیں ہیں بلکہ پہلے سے لکھے ہوئے ذخیرے کو یکجا کرنے اور ترتیب دینے کے ہیں۔اس لیے تدوین حدیث کی حکومتی سطح پر سعی وکوشش سے یہ مفہوم اخذ کرنا کہ اس سے قبل احادیث نہیں لکھی گئیں صحیح نہیں ہے۔اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ احادیث پہلی صدی ھجری میں صحابہ کرام اور تابعین کے قلم سے ضبط تحریر میں لائی جاچکی تھیں اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (جو خود تابعی بھی ہیں) نے سرکاری اہتمام میں نئے نظم ونسق کے ساتھ احادیث کے جمع کرنے کا اہتمام کیا تا کہ تمام احادیث یکجا ہو جائیں اور سرکاری سطح پر تیار کردہ ان مجموعوں سے کوئی حدیث رہ نہ جائے۔

تدوین حدیث کے مراحل:

حقیقت یہ ہے کہ تدوین حدیث کی عظیم خدمت کئی مراحل میں مکمل ہوئی اور امت کی بے حد وحساب مساعی کی بدولت احادیث نبوی کا عظیم ذخیرہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا۔یہ نہیں تھا کہ احادیث کے معاملے میں صرف حفظ پر اعتماد ہو بلکہ حفظ اور ضبط تحریر میں لانے کا عمل ساتھ ساتھ چلتا رہا(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے۔یہ فدا کار حضور کی مجالس میں حاضر رہتے اور جو بات سنتے اسی وقت یاد کر لیتے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

> ہم حضور کی مجالس میں حاضر ہوتے بعض اوقات ہم ساٹھ افراد ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے گفتگو فرماتے پھر کچھ وقت کے لیے تشریف لے جاتے تو ہم ایک دوسرے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سناتے

(۱) عجاج الخطیب: السنۃ قبل التدوین ص ۲۰۳۔

اور یہ احادیث ہمیں اس طرح یاد ہو جاتیں جیسے ہمارے دلوں میں پھوٹی ہوں۔(۱)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ایک تہائی رات نماز پڑھتا ہوں ایک تہائی رات سوتا ہوں اور ایک تہائی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں یاد کرتا ہوں۔(۲)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے اور یاد کرنے کا اہتمام تھا کہ اگر کسی کو کسی مصروفیت کی بناء پر دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کی سعادت حاصل نہ ہوتی تو وہ دوسرے صحابہ کرام سے معلوم کرتا کہ آج حضورؐ نے کیا ارشادات فرمائے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بالائی علاقے میں رہتے تھے آپ نے ایک انصاری صحابی سے باری مقرر کر لی تھی کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور شام کو واپس آ کر ان انصاری صحابی کو اس روز کی احادیث سناتے دوسرے روز یہ انصاری حاضر ہوتے اور شام کو واپس آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس روز کی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سناتے تھے۔(۳)

غرض جو موجود ہوتا وہ اس کو احادیث سناتا جو حاضر نہ ہوتا اور جو غیر موجود ہوتا وہ حاضر ہونے والے سے دریافت کرتا۔صحابہ کرام نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اپنے صفحات قلب پر لکھ لی تھیں جو کچھ سنتے تھے وہ حفظ ہوتا تھا اور آپ کے جو اعمال وافعال دیکھتے تھے ان کی ساری جزئیات اور تفصیلات محفوظ ہوتی

(۱) الخطیب البغدادی: الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع ص ۳۶۔

(۲) سنن الدارمی ج ا ص ۲،۳۰۔

(۳) صحیح البخاری، بحاشیۃ السندی۔(العلم) ج ا ص ۲۸۔فتح الباری ج ا ص ۱۸۰۔

تھیں ۔ یہی نہیں بلکہ ایک دوسرے کو احادیث سناتے تھے اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ واشاعت کرتے تھے اور حفظ کی ان تمام صورتوں کے ساتھ احادیث لکھتے بھی تھے اور حفظ اور تحریر دونوں ذریعوں سے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھتے تھے ۔ چنانچہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث تحریر کیں اور ان کو صحیفوں اور مجموعوں میں جمع کیا اور پھر ان سے ان کے تلامیذ نے مجموعے تحریر کیئے جیسا کہ ھمام بن منبہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث تحریر کیں ۔

غرض ایک عالی شان اور بے نظیر علمی تحریک تھی جس کے تحت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث کو حفظاً وکتابۃً محفوظ کیا اور ان سے تمام ذخیرہ تابعین کو منتقل ہوا پھر اسی طرح تابعین نے حفظ اور تحریر دونوں ذریعوں سے احادیث کی حفاظت کی اور صحیفوں اور مجموعوں میں احادیث لکھیں ۔ حتیٰ کہ یہ حال تھا کہ تابعین میں شاذ ونادر ہی کوئی ایسا ہوتا ہو جس کے پاس حدیث کا تحریری مجموعہ نہ ہوتا بلکہ اکثر کے پاس صحف اور جوامع موجود تھے ۔ غرض تابعین کے پاس بکثرت کتب حدیث موجود تھیں یہاں تک بیان کیا جاتا ہے کہ ولید بن یزید کے قتل کے بعد اسکے کتب خانے سے امام زھری (۱) کی کتابیں خچروں پر لاد کر منتقل کی گئیں ۔

۷ ۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ وتحریر کا یہ اہتمام ایک عالی شان علمی تحریک کی صورت میں مسلسل جاری رہا ولید بن ابی السائب کا بیان ہے کہ

(۱) محمد بن مسلم بن شہاب زھری (متوفی ۱۲۴ھ) مشہور تابعی ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے سرکاری سطح پر تدوین حدیث کا عظیم کام انجام دیا (مرأۃ الجنان : ج ۱ ص ۲۶۰ تہذیب التہذیب : ج ۹ ص ۴۴۰)

مکحول عطا اور نافع (۱) کو ان کے تلامذہ آ کر احادیث سنایا کرتے تھے عبداللہ بن رافع بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ھرمز الاعرج (۲) کو ان کے شاگرد آ کر احادیث سنایا کرتے تھے بعض اوقات ان میں سے کوئی دریافت کرتا اے ابوداؤد یہ آپ کی روایت کردہ حدیث ہے وہ کہتے ہیں کہ جی ہاں! نافع عبداللہ بن عمر احادیث ملاء کراتے اور طالبان حدیث ان کے سامنے لکھتے رہتے۔ قتادہ بن دعامۃ الدوسی (۳) سے کسی نے احادیث کے ضبط تحریر میں لانے کے جواز کے بارے میں دریافت کیا حالانکہ اس وقت احادیث کا لکھنا عام ہو چکا تھا اور کتابت حدیث ہر طالب حدیث کی ایک ناگزیر ضرورت بن چکی تھی قتادہ نے جو جواب دیا وہ کتابت حدیث کے بارے میں ان کے دور کی ایک مکمل تصویر پیش کرتا ہے۔ انھوں نے فرمایا کتابت حدیث سے کیا امر مانع ہے جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی ارشاد فرمایا ہے اس کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے میرا رب نہ بھولتا ہے نہ چوکتا ہے۔ (۴)

(۱) ولید بن سلیمان بن ابی السائب (متوفی ۲۴۳ھ) ثقہ راوی ہیں ابو داؤد نے مراسیل میں ان کی احادیث روایت کی ہیں (تاریخ البخاری الکبیر ج ۸ ص ۱۴۰) مکحول بن ابی مسلم (متوفی ۱۱۲ھ) حافظ حدیث ہیں حلیۃ الاولیاء ج ص ۱۷۷ تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۱۱۳ نافع مولی عبداللہ بن عمر (متوفی ۱۱۷ھ تابعی ہیں (موطا مالک بروایۃ ابن زیاد ص ۲۵۰ الاعلام ج ۸ ص ۵)

(۲) عبدالرحمٰن بن ھرمز الاعرج (متوفی ۱۱۷ھ) ان کی کنیت ابوداؤد مدنی ہے ثقہ راوی ہیں بکثرت احادیث ان سے مروی ہیں (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۹۰)۔

(۳) قتادۃ بن دعامۃ بصری (۱۱۷ھ) اپنے دور کے حافظ حدیث تھے (التمہید: ج ۱ ص ۲ تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۵۱)۔

(۴) اصول الحدیث ص ۱۷۱۔

۸۔عام طور پر یہی مشہور ہے کہ سرکاری سطح پر تدوین حدیث کا باقاعدہ انتظام سب سے پہلے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے پہلے ان کے والد عبدالعزیز بن مروان (۱) (جو مصر کے گورنر تھے) نے بھی تدوین حدیث کی سعی کی تھی انھوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کا مجموعہ مرتب کیا تھا پھر کثیر بن مرہ حضرمی (۲) (جنھوں نے بہت سے صحابہ کرام سے استفادہ کیا تھا۔جن میں ستر تو بدری صحابہ تھے) کو تحریر کیا کہ انھوں نے صحابہ کرام سے جو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنی ہیں وہ یکجا کر کے تحریر کر کے روانہ کریں۔(۳) اس میں شبہ نہیں ہے کہ عبدالعزیز بن مروان کی تدوین حدیث کی یہ کوشش باضابطہ سرکاری تدوین حدیث کی سعی تھی۔

۹۔عبدالعزیز بن مروان کے بعد ان کے صاحبزادے عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے اور انھوں نے مدینہ منورہ میں اپنے عامل ابوبکر بن حزم کو تحریر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث وسنن اور عمرہ (۴) سے مروی احادیث تحریر کر کے میرے پاس روانہ کیجئے مجھے ڈر ہے کہ اہل علم کے اٹھ جانے سے یہ علم نہ مٹ جائے۔حضرت عمر بن

(۱) عبدالعزیز بن مروان (۸۰اھ) عبدالملک بن مروان کے بھائی اور مصر کے گورنر ابوداؤد نے ان کی احادیث روایت کی ہیں (موسوعہ رجال الکتب التسعۃ ج۳ص ۴۷۰)۔

(۲) کثیر بن مرۃ حضرمی۔تابعی ثقہ ہیں اصحاب السنن نے ان کی احادیث روایت کی ہیں (رجال الکتب التسعۃ ج۳ص۲۹۶)۔

(۳) اصول الحدیث ص ۱۷۱۔

(۴) عمرۃ بنت عبدالرحمن (متوفیہ ۹۸ھ) تابعی خواتین کی سردار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی شاگرد تھیں اور ان سے علم حدیث حاصل کیا (تہذیب التہذیب ج ۱۲۔ص ۴۳۸)۔

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر حزم کو بطور خاص حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن اور قاسم بن محمد بن ابی بکر (۱) کی مرویات جمع اور تحریر کرنے کے بارے میں لکھا تھا کیونکہ دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، مروی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ابوبکر بن حزم ہی کو نہیں لکھا بلکہ تمام علاقوں کے گورنروں کو فرامین جاری کئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جمع کر کے میرے پاس بھیج دو (۲) لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد جلد وفات پا گئے اور ابوبکر بن حزم اپنی جمع کردہ احادیث کا ذخیرہ انہیں نہ بھیج سکے۔ (۳)

۱۰۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کے جمع کرنے اور مدون کرنے کے جس عظیم کام کا آغاز کیا تھا وہ آپ کی وفات کے بعد بھی جاری رہا۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ عظیم الشان مساعی امیر المومنین فی الحدیث محمد بن شہاب زھریؒ کی ہیں جن کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بطور خاص جمع تدوین حدیث پر مامور فرمایا تھا۔ ابن شہاب زھریؒ حدیث کے متبحر عالم تھے انہوں نے احادیث کا عظیم ذخیرہ جمع کر کے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو روانہ کیا انھوں

---

(۱) قاسم بن محمد بن ابی بکر (متوفی ۱۰۷ھ) مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء میں سے ایک ہیں (حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۱۸۳)۔

(۲) سنن الدارمی: ج ۱ ص ۱۲۶۔

(۳) ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم (متوفی ۱۲۳ھ) ان کے والد عمرو بن حزم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا عامل مقرر فرمایا تھا اور ان کو نصاب صدقات کے بارے میں تحریر فرمائی تھی (الاستیعاب ج ۳ ص ۱۲۷۵)۔

نے اس کی نقول تیار کرا کے اسلامی حکومت کے تمام مراکز کو بھجوائیں تمام احادیث کے جمع کرنے اور مدون کرنے کی یہ عظیم کوشش تھی جو ثمر بار بھی ہوئی اور روز بروز اس میں اضافہ ہوتا رہا (۱) اور اس عظیم علمی جدوجہد نے بعد میں آنے والے محدثین کیلئے تدوین حدیث کے کام کو سہل اور آسان بنادیا اور دوسری صدی ھجری کے آغاز ہی سے کتب حدیث کی تالیف وتصنیف کی ایک گرم جوش اور مسلسل تحریک چل پڑی۔ علماء اور محدثین کی ایک بڑی تعداد اسی وقت سے احادیث اور سنن کی جمع وتدوین میں مصروف ہوگئی اس دور کی تصانیف میں ماسوا مؤطا امام مالک کے ہم تک نہیں پہنچیں۔ کیونکہ ان مؤلفات کی احادیث بعد میں مرتب ہونے والی تصانیف میں شامل ہوگئیں۔ اس لئے ان کی ضرورت نہ رہی اور یہی تالیف اور تصنیف میں ارتقاء کا تقاضا ہے غرض تدوین حدیث کے متعدد مراحل میں سے یہی وہ مرحلہ ہے جس کے لئے حکومتی اور سرکاری سطح پر انجام پانے والی تدوین حدیث کا عنوان اختیار کیا گیا ہے۔ جبکہ اس سے قبل صحابہ کرام اور تابعین احادیث حفظ کرتے رہے اور بے شمار صحابہ اور تابعین انفرادی سطح پر احادیث لکھتے رہے اور صحیفے اور مجموعے مرتب بھی کرتے رہے۔ صحابہ کرام اور تابعین کا کام تدوین حدیث کا اولین مرحلہ ہے جبکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے تحت انجام پانے والا کام تدوین حدیث کا دوسرا مرحلہ ہے۔ جس کے بعد وہ مرحلہ ہے جس میں محدثین نے احادیث کو مسانید سنن جوامع اور صحاح کی متنوع صورتوں میں مدون کیا۔ یہ تمام مراحل باہم ایک دوسرے سے ملحق اور پیوست ہیں ان میں کہیں کوئی انقطاع یا عدم تسلسل نہیں ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خود

(۱) اکرم ضیاء: بحوث فی تاریخ السنۃ ص ۲۲۲۔

بھی تابعی ہیں اوران کے تدوین کے اس کام کے آغاز تک صحابہ کرام موجود تھے سب سے آخر میں انتقال کرنے والے صحابی نے ۱۱۰ھ میں وفات پائی ہے جبکہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا تدوین حدیث کے کام کا آغاز پہلی صدی ہجری کے آخر میں ہوا۔اور جن اصحاب نے تدوین کا یہ کام سرانجام دیا وہ سب بھی تابعی تھے جنہوں نے صحابہ کرام سے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنی تھیں اور یاد کی تھیں اور حفظ اور تحریر دونوں ذریعوں سے محفوظ کیا تھااوراس طرح یہ امانت اگلوں کو سپرد کردی۔

۱۱۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم سے ہونے والی تدوین رسمی کے عمل میں متعدد مؤلفات اور تصانیف وجود میں آئیں۔مگراس وقت کی اہم ضرورت جو سب کے پیش نظر تھی وہ تمام احادیث کا جمع کرنا تھااس وقت ترتیب وتنسیق اور تہذیب مدنظر تھی اور نہ احادیث کوفقہی ابواب کے تحت مرتب کرنے کی ضرورت پیش نظر تھی۔یہاں تک کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ آیااورانھوں نے ایسی صحیح احادیث جمع کرنے کا اہتمام کیا جن کی سندیں عالی ہوں اور ہرطرح کی علل سے محفوظ ہوں انہوں نے احادیث کوابواب فقہ کے مطابق مرتب کیااور محدثین کے بیان کردہ صحت کے اصولوں کی رعایت رکھتے ہوئے انتہائی بہترین ترتیب اور اعلیٰ ترین تنسیق کے ساتھ احادیث صحیحہ کومختلف فقہی عنوانات اور موضوعات کے تحت جمع کردیا۔(۱) غرض امام بخاریؒ کی تالیف جملہ کتب حدیث میں صحت احادیث کے اعتبار سے ان کی ترتیب کے حساب سے اور تصنیفی حسن وجمال کے لحاظ سے ممتاز قرار پائی ہے اور امت مسلمہ سے اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح للبخاری کی سند حاصل کی۔بعض حضرات جن کو تاریخ تدوین

(۱) محمد بن سید علوی: المنہل اللطیف فی اصول الحدیث الشریف ص ۴۵۔

حدیث سے واقفیت نہیں ہے ان کے ذہنوں میں کچھ اس طرح کا خاکہ ہے جیسے احادیث زبانی نقل ہوتی رہی اور امام بخاریؒ آئے تو انھوں نے یہ نقل در نقل ہوتی ہوئی احادیث جمع کر لیں یہ سادہ لوحی اور ناواقفیت کی انتہا ہے۔ صحیح بخاری کا جو تصنیفی حسن وجمال اور تالیف کتاب کی جو ندرت اور خوبیٔ صنعت ہے وہ خود اس امر کی شاہد ہے کہ ان سے پہلے تدوین حدیث کا بہت عظیم کام ہو چکا تھا۔ اور یہی تالیف کے ارتقاء کا مقتضا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے قبل صحیفے اور مجموعے مرتب ہوئے مسانید تیار ہوئیں مجامع مرتب ہوئیں اور مختلف اور متنوع طریقوں سے مدونات حدیث ترتیب دی گئیں۔ اور کتب صحاح ستہ دراصل اسی طویل سلسلہ کا ارتقائی مرحلہ ہیں اس مقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تدوین حدیث اور حفظ حدیث سے متعلق متعدد اہم مباحث میں سے درج ذیل موضوعات پر مختصر سی گفتگو کی جائے۔

☆ اسلام سے قبل اور طلوع اسلام کے بعد عرب میں تحریر وکتابت کی صورت حال

☆ کتابت حدیث کی ممانعت اور اس کے جواز کی احادیث

☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب

اسلام سے قبل اور طلوع اسلام کے بعد عرب میں تحریر و کتابت کی صورت حال

۱۲۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام سے پہلے عرب میں لکھنے کا رواج بہت کم تھا کیونکہ اہل عرب تہذیب وتمدن سے دور قبائلی زندگی گزار رہے تھے ان کے پاس لکھنے پڑھنے کے اسباب بہت محدود تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ طلوع اسلام کے وقت مکہ مکرمہ میں لکھنا پڑھنا جاننے والوں کی تعداد دس افراد سے کچھ زائد تھی۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ تہذیب وتمدن سے نا آشنا قومیں زیادہ تر اپنی قوت حفظ اور یادداشت پر بھروسہ کرتی ہیں۔ چنانچہ اہل عرب کا بھی یہی طریقہ تھا کہ اپنی تاریخ اور معاملات زندگی سے متعلق جملہ امور حفظ یاد رکھتے تھے اسی مسلسل مداومت سے ان کا حافظہ قوی ہو گیا اور ملکہ یاداداشت بہت تیز ہو گیا تھا۔ قوت یادداشت کا یہ عالم تھا کہ ان میں سے اگر کوئی طویل قصیدہ صرف ایک مرتبہ سن لیتا تو وہ اسے حفظ ہو جاتا۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے عرب کے کسی شاعر سے اس کا قصیدہ سنا جو سو سے زیادہ ابیات پر مشتمل تھا وہ ان کو اسی وقت حرف بحرف حفظ ہو گیا اور انھوں نے بغیر کسی فرق کے اسی وقت وہ قصیدہ دہرا بھی دیا۔

بہر حال اہل عرب میں کتابت و تحریر کا رواج بہت ہی کم تھا لیکن اس کے باوجود عرب شام اور یمن کا گرمی اور سردی میں تجارتی سفر کرتے تھے انہیں ایک گونہ

ایرانی اور رومی تہذیب سے واقفیت تھی جس کے نتیجے میں بعض لوگ لکھنا جانتے تھے۔ اہل یمن بھی لکھنا جانتے تھے اور ان کا خط مسند کے نام سے متعارف تھا۔ اگرچہ ان میں لکھنا اس طرح عام نہیں تھا کہ بہت سے لوگ لکھنا جانتے ہوں بلکہ صرف خاص خاص افراد ہی لکھنا جانتے تھے۔ اہل یمن کے اہل حیرہ اور انباط سے سیاسی اور اقتصادی روابط تھے جس کے نتیجے میں خط مسند حیرہ پہنچا انھوں نے اس کو جزم کا نام دیا اس لیے کہ اس موقعہ پر خط نے مسند حمیری سے جدا ہوکر ایک علیحدہ صورت اختیار کر لی تھی۔ حرب بن امیہ بکثرت سفر کرتا تھا پہلی مرتبہ یہ شخص حیرہ سے خط اور تحریر کا علم مکہ لایا اور قریش کے کچھ لوگوں نے سیکھا اس طرح تحریر اور خط یمن حیرہ اور مکہ تک محدود تھا جبکہ عرب کے اکثر لوگ بادیہ نشین تھے وہ لکھنے پڑھنا بالکل نہ جانتے تھے بلکہ ان کے نزدیک تو لکھنا عیب تصور ہوتا تھا۔(۱)

امیت کی اس عمومی کیفیت کے باوجود ایسی روایات بھی موجود ہیں جو اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اہل عرب اسلام سے ذرا پہلے کسی نہ کسی درجے میں علم ومعرفت سے واقف اور تحریر وکتابت سے آشنا ہونا شروع ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ بعض چھوٹے چھوٹے مکتب بھی قائم ہو گئے تھے جن میں بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا تھا اور شعر گوئی اور ایام عرب کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس طرح کے مکتب کا سربراہ کوئی عالم فاضل استاد مقرر کیا جاتا تھا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ عدی بن زید عبادی ذرا بڑا ہوا تو اس کے باپ نے اسے مکتب میں داخل کر دیا جہاں اس نے عربی زبان وادب میں مہارت حاصل کی اور شاہ ایران کسری کے دربار میں ملازم ہو گیا اور وہ پہلا شخص تھا

---

(۱) محمد ابوزھو، الحدیث والمحدثون ص ۱۱۹۔

جس نے کسریٰ کے دربار میں عربی زبان میں دستاویزات لکھیں۔ مدینہ منورہ میں بچوں کولکھنا پڑھنا سکھانے کے لیے ایک معلم ابوحنیفہ کو بلوایا گیا تھا۔ مدینہ منورہ کے بعض یہودی بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور بچوں کو تعلیم دیتے تھے چنانچہ طلوع اسلام کے وقت اوس اور خزرج قبیلوں میں کئی لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔(۱)

۱۳۔ اہل عرب کی سوئی ہوئی تقدیر بیدار ہوئی اور آفتاب نبوت طلوع ہوا تو قرآن کریم کی سب سے پہلی نازل ہونے والی سورت کا آغاز ''اقراء'' کے لفظ سے ہوا

﴿اقراء باسم ربك الذی خلق﴾۔(العلق:۱)

(پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا)

قرآن کریم نے صرف پڑھنے ہی کا حکم نہیں دیا بلکہ اہل علم کا درجہ بلند کر دیا اور ان کے مقام کو رفیع کر دیا۔ فرمایا:

﴿یرفع اللہ الذین آمنو امنکم والذین اء وتوا العلم درجات﴾

(المجادله : ١١)

(تم میں سے جو ایمان والے ہیں اور جو علم رکھنے والے ہیں اللہ ان کے درجات بلند فرمائیگا) اور فرمایا:

﴿هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون﴾ (الزمر : ۹)

(کیا علم رکھنے والے اور جو علم نہیں رکھتے برابر ہوتے ہیں)

نیز فرمایا:

﴿ إنما یخشی اللہ من عبادہ العلماء﴾ (فاطر : ۲۸)

(اللہ کے بندوں میں سے وہی اللہ سے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں)

---

(۱) عجاج الخطیب: اصول الحدیث ص ۱۴۰۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مواقع پر علم کی اہمیت بیان کی اور بنیادی دینی علم کے حصول کو ہر مسلمان پر فرض قرار دیا اور فرمایا کہ

''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے'' (۱)

اور فرمایا:

''اللہ اس کو تروتازہ رکھے جو ہماری حدیث سن کر اسے یاد رکھے اسے دوسروں تک پہنچائے ہوسکتا ہے جسکو حدیث پہنچائی جائے وہ اس کی سننے والے سے زیادہ حفاظت کرے۔ (۲)

قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پرشکوہ اور پراثر تعلیمات تھیں جن سے ذرا سی دیر میں کایا پلٹ گئی اور علم وکتابت کا ایسا چرچا ہوا کہ عرب کے بادیہ نشین معلم انسانیت بن گئے۔ جو پیغام انسانیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیکر مبعوث ہوئے تھے اسکی نشرواشاعت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ معاشرے میں بکثرت لکھنے پڑھنے والے موجود ہوں قرآن کریم نازل ہورہا تھا صحابہ کرام کی ایک جماعت کتابت وحی پر مامور تھی مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہوئی تو حکومتی ضرورتوں کے لیے بھی ایسے اہل علم کی ضرورت تھی جو دستاویزات معاہدے مواثیق اور مراسلات لکھ سکیں۔ معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفہ کو مدرسہ قرار دیدیا تھا جو تاریخ اسلام کی سب سے پہلی دانشگاہ تھی اس دانش گاہ میں عبداللہ بن سعید انصاریؓ (۳) معلم مقرر ہوئے تھے بہت عمدہ تحریر تھی وہ لکھنا سکھاتے بھی تھے اور لوگوں کو سیکھنے کی ترغیب

(۱) صحیح البخاری، بحاشیۃ السندی، ج ۳ ص ۲۳۲۔

(۲) مسند الامام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴۳۷۔ تحفہ الاحوذی بشرح الترمذی ج ۷ ص ۴۱۷۔

(۳) عبداللہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم (الاستیعاب ج ۲ ص ۴۲۰)۔

بھی دیتے تھے۔عہد نبوت میں مدینہ منورہ میں نو مسجدیں تعمیر ہو گئی تھیں یہ نو کی نو مساجد اشاعت علم کے مراکز تھے۔فرمان نبوت تھا کہ اپنے اپنے علاقے کی مسجدوں میں علم حاصل کریں ہجرت نبوی کا پہلا سال تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ہی وقت ہوا تھا کہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے تھے آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ تمام مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کو شمار کر کے ان کی تعداد لکھی جائے صحیح بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث کتابۃ الامام للناس کے باب میں ذکر کی ہے۔اس میں وضاحت سے یہ بات موجود ہے کہ مسلمانوں کی یہ مردم شماری لکھی گئی اور مرتب کی گئی چنانچہ فرمایا، مسلمانوں کے نام لکھو ہم نے لکھے تو کل پندرہ سو افراد ہوئے۔(۱) اس مقام پر غزوہ بدر کا ذکر بھی ضروری ہے اس غزوہ نے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم پر بڑے گہرے اثرات مرتب کیئے تھے غزوہ بدر کے قیدی آئے تو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیدی کی آزادی کا فدیہ یہ ہے کہ دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادے۔نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ منورہ میں لکھنا پڑھنا جاننے والوں کی کثرت ہو گئی اس کے بعد جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف علاقوں اور شہروں میں جا کر آباد ہو گئے اور جو جہاں بیٹھ گیا ایک عظیم دانش گاہ قائم ہو گئی جگہ جگہ علمی حلقے قائم ہو گئے مساجد میں درس ہونے لگے مکاتب بن گئے اور مدارس قائم ہوئے طالبان علم کی کثرت سے مسجدوں کے صحن تنگ پڑ گئے اور علم کی جو روشنی کاشانہ نبوت سے پھوٹی تھی اس کی تجلی سے ساری دنیا منور ہو گئی۔

---

(۱) صحیح البخاری، بحاشیۃ السندی، (الجہاد) ج ۲ص ۸۱۔

کتابت حدیث کی ممانعت اوراس کے جواز کی احادیث

۱۴۔اولاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توجہ کا مرکز قرآن کریم رہا چنانچہ قرآن کریم یاد کرتے اسکو سمجھتے اس پر غور وفکر کرتے اوراس کے احکام پر عمل کرتے۔گویا قرآن کریم کا علم اوراس پر عمل ساتھ ساتھ تھا۔صاف ظاہر ہے کہ یہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی اور نگرانی میں تھا اور یہ راہنمائی اور توجیہ تقاضائے وقت اور حکمت ومصلحت کے عین مطابق اوراس وقت کی صحابہ کرام کی جماعت کی ضرورتوں کے موافق تھی۔چونکہ اس وقت مقصود یہی تھا کہ قرآن کریم ہی تمام تر توجہات کا مرکز ہو۔اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نزول وحی کے اولین دور میں حدیث لکھنے سے منع فرمایا تھا تاکہ رسول اللہ کے فرمودات اورآپ کی بیان کردہ آیات قرآن کی تشریحات قرآنی آیات سے ملتبس نہ ہو جائیں چنانچہ امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ(۱) فرماتے ہیں۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی صحیفہ پر قرآن کیساتھ حدیث لکھنے سے منع فرمایا تھا تاکہ قرآن کی آیات اوراحادیث باہم اس طرح نہ مل جائیں کہ بعد میں کسی قاری کو شبہ پیدا ہو جائے جہاں تک نفس تحریر کا تعلق تھا وہ ممنوع قرار نہیں دی گئی تھی"۔(۲)

---

(۱)حمد بن محمد خطابی (متوفی ۳۸۸ھ) فقیہ اور محدث سنن ابوداؤد کی شرح معالم السنن انہی کی تالیف ہے(الاعلام: ج۲ص ۲۸۳)۔

(۲)معالم السنن ج۴ص ۱۸۴۔

امام محمد بن قتیبہ (۱) کہتے ہیں کہ حدیث کے لکھنے کی ممانعت اولین دور میں ہوئی لیکن جب احادیث کی کثرت کی بناء پر ان کا حفظ دشوار ہوا تو احادیث کے لکھنے کی اجازت دیدی گئی۔ (۲)

ابن الجوزی (۳) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً یہ ارادہ فرمایا کہ صحابہ کرام قرآن حفظ کریں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ احادیث کی کثرت ہوگئی ہے اور تمام احادیث کا یاد کرنا دشوار ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث لکھنے کی اجازت دیدی“۔ (۴)

امام ذہبی (۵) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”بظاہر ممانعت کتابت حدیث کا مقصود قرآن کریم پر توجہ مرکوز کرانا تھا اور یہ کہ قرآن کریم تحریر ہوکر اور حفظ ہوکر احادیث سے ممتاز ہوجائے تاکہ کسی التباس کا احتمال نہ رہے جب یہ مقصود حاصل ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ قرآن کریم کے کسی اور کلام سے التباس کا شبہ باقی نہیں رہا تو احادیث لکھنے کی اجازت دیدی گئی“۔ (۶)

---

(۱) عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (متوفی ۲۷۶) عالم جلیل مولف: تاویل مختلف الحدیث (الاعلام: ۴ص ۱۳۷)۔

(۲) التراتیب الادار یہ: ج ۲ص ۲۴۸ (۳) عبدالرحمٰن الشہیر بابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ) محدث اور مورخ مؤلف العلل المتناھیۃ فی الاحادیث الواھیۃ: ج ۲ص ۲۴۸۔

(۴) التراتیب الادار یہ: ج ۲ص ۲۴۸ (۵) محمد بن احمد بن عثمان الذھبی (متوفی ۷۴۸ھ) حافظ حدیث، مورخ۔ صاحب تصانیف کثیرہ (الاعلام: ج ۵ص ۳۲۶)۔

(۶) سیر اعلام النبلاء: ج ۳ص ۸۱۔

۱۵۔ممانعت کتابت کی حدیث حضرت ابوسعید خدری (۱) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور صحیح مسلم میں ہے۔ حدیث کے لکھنے کی ممانعت سے متعلق یہ واحد صحیح حدیث ہے جبکہ بعض دیگر آثار بھی ممانعت کتابت حدیث کے بارے میں موجود ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی محدثین کے نقد و جرح سے خالی نہیں ہے اس لیے ہم یہاں صرف اس حدیث کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کی ممانعت کتابت کے بارے میں حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''مجھ سے کچھ نہ لکھو اگر کسی نے علاوہ قرآن کے کچھ لکھا ہے وہ مٹا دے بے شک مجھ سے جو سنو وہ زبانی بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں ہے جس نے عمداً مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے''۔ (۲)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابوسعید خدریؓ (۳) پر موقوف ہے یعنی اس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچتی بہر حال اگر حدیث موقوف نہ ہو بلکہ مرفوع ہو تب بھی اس کا تعلق نزول وحی کے اولین دور سے ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ لیکن جب قرآن کریم کا اکثر حصہ نازل ہو چکا اور اکثر صحابہ نے قرآن حفظ کر لیا اور قرآن کے اسلوب اور طرز سے بخوبی آشنا ہو گئے اس حد تک کہ

---

(۱) سعد بن مالک بن سنان ابوسعید خدریؓ (متوفی ۷۴ھ) صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم متعدد غزوات میں شرکت فرمائی اہل بیعت رضوان میں سے ہیں مکثرین حدیث میں سے ایک ہیں (السنۃ قبل التدوین ص ۴۸۰)۔

(۲) صحیح مسلم بشرح النووی، (التثبت فی الحدیث) ج ۱۸ ص ۱۲۹۔ سنن الدارمی ج ۱ ص ۱۱۹۔

(۳) فتح الباری ج ۱ ص ۲۱۸۔

انہیں پوری طرح علم ہو گیا کہ کلام الٰہی اور کلام نبوت میں اسلوب بیان اور طرز تعبیر کا کیا فرق ہے۔ اور اس بات کا کوئی اندیشہ باقی نہیں رہا کہ کسی کو قرآن کی آیت اور حدیث کی عبارت میں کوئی اشتباہ پیدا ہوگا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے لکھنے کی اجازت دیدی۔

۱۶۔ کتابت حدیث کی ممانعت کے بارے میں وارد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی واحد صحیح حدیث ذکر کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان صحیح احادیث کو ذکر کیا جائے جن سے نہ صرف احادیث کے لکھنے کی اجازت ثابت ہوئی ہے بلکہ حکم ثابت ہوتا ہے یہ احادیث صحیح بھی ہیں اور متعدد ہیں اور اس امر کا مسلم ثبوت ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث کے لکھنے کا حکم فرمایا اور متعدد صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے تحت احادیث کو ضبط تحریر میں لائے۔

پہلی حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''علم کو ضبط (قید) کرو۔ میں نے کہا کہ ضبط کا کیا طریقہ ہے فرمایا لکھ لو''۔(۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''لکھ کر علم کو ضبط کرلو''۔(۲)

---

(۱) المستدرک: ج ۱ ص ۱۰۲ ا المجمع الزوائد: ج اص ۱۰۲ جامع بیان العلم وفضلہ: ج اص ۷۳ تقیید العلم: ص ۶۹ التراتیب الادارتیہ: ج ۲ ص ۲۴۷۔

(۲) جامع بیان العلم: ص ۷۱ تقیید العلم ص ۹۰۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع کلم عطا ہوئے تھے یہ حدیث بھی جوامع کلم میں سے ہے اسی وجہ یہ مختصر مگر وسیع معنی کا حامل فقرہ صحابہ کرام کی زبان پر جاری ہوگیا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ لکھ کر علم کو ضبط کرلو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم کو لکھ کر ضبط کرلو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ علم کو لکھ کر ضبط کرلو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور اولاد میں برکت کی دعا دی اور جنت کی بشارت دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دو تو پوری ہوگئیں تیسری کا انتظار ہے یہی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنے بیٹوں کو فرمایا کرتے تھے:

''اے میرے بیٹو علم کو لکھ کر ضبط کرلو''۔(۱)

دوسری حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

''ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنا کرتا تھا اسے فرمودات نبوت بہت بھلے لگتے مگر یاد نہ رکھ پاتا۔ اس نے اپنے سوء حفظ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سیدھے ہاتھ سے مدد لو (اور اشارہ فرمایا کہ لکھ لیا کرو''۔(۲)

(۱) جامع بیان العلم وفضلہ: ص ۷۱، تقیید العلم ص ۹۰۔

(۲) تحفۃ الاحوذی بشرح الجامع الترمذی ج ۷ ص ۴۲۸۔

تیسری حدیث:

وھب بن منبہ (۱) اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ

''اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی مجھ سے زیادہ احادیث بیان کرنیوالا نہیں ہے سوائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے کیونکہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا''۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی مجھ سے زیادہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جاننے والا نہ تھا سوائے عبداللہ بن عمرو کے کہ وہ ہاتھ سے لکھتے بھی تھے اور دل سے یاد بھی کرتے تھے جبکہ میں اپنے قلب میں محفوظ رکھتا اور لکھتا نہ تھا عبداللہ بن عمرو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھنے کی اجازت طلب کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دیدی تھی''۔ (۳)

چوتھی حدیث:

ابونعیم (۴) نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے فرمایا کہ:

---

(۱) وھب بن منبہ (متوفی ۱۱۴ھ تابعی ہیں متعدد صحابہ سے احادیث سنیں۔ (رجال صحیح البخاری: ج ۲ ص ۱۷۶)۔

(۲) صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۱، فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۴، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۵۷۳، مسند الامام احمد بن حنبل: ج ۲ ص ۲۴۸، سنن الدارمی ج ۱ ص ۱۲۰۔

(۳) فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۵، مسند الامام احمد بن حنبل: ج ۲ ص ۴۰۳، تقیید العلم ص ۸۲۔

(۴) احمد بن عبداللہ بن احمد ابونعیم الاصبہانی (متوفی ۴۳۰) مؤلف حلیۃ الاولیا وطبقات الاصفیاء (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۱۰۔

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنتا ہوں کیا میں لکھ لیا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔اس اجازت کے بعد جو میں نے پہلی حدیث لکھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب تھا جو آپ ﷺ نے اہل مکہ کو لکھا تھا“۔(۵)

پانچویں حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ:

”ہم کچھ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے میں بھی تھا اور میں ان میں سب سے چھوٹا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجلس میں ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے اوپر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ جب ہم مجلس سے باہر آئے تو میں نے کہا کہ آپ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرتے ہیں اور آپ نے ابھی سن لیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حضرات ہنسے اور کہا اے بھتیجے جو ہم سنتے ہیں وہ ہم اپنے پاس تحریر کر لیتے ہیں“۔(۲)

چھٹی حدیث:

جب حکم الٰہی سے مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ایک بلیغ خطبہ دیا یہ خطبہ سن کر یمن کے ابو شاہ (۲) نامی ایک شخص کھڑے ہو

(۱) التراتیب الاداریہ ج ۲ ص ۲۴۴۔ (۲) التراتیب الاداریہ ج ۲ ص ۲۴۴۔

(۳) ابو شاہ یمنی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم (الاصابہ: ج ۱۱ ص ۱۹۰ الاستیعاب: ج ۱۱ ص ۳۱۸۔

گئے اور عرض کیا کہ یہ خطبہ انہیں لکھ دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو شاہ کے لیے لکھ دو۔(۱)

امام اوزاعی (۲) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوشاہ کو یہ خطبہ لکھ کر دیا گیا جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔(۳)

ساتویں حدیث:

حضرت رافع بن خدیج انصاری رضی اللہ عنہ (۴) سے روایت ہے کہ:

''ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ سے احادیث سنتے ہیں کیا ہم انہیں لکھ لیا کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی حرج نہیں لکھ لیا کرو''۔(۵)

آٹھویں حدیث:

حضرت عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''انھوں نے بیان کیا کہ ہر وہ بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دھن مبارک سے نکلتی تھی میں لکھ لیا کرتا تھا میری نیت یاد کرنے کی ہوتی تھی قریش

---

(۱) مسند احمد بن حنبل: ج ۲ ص ۲۳۵ تقیید العلم ص ۸۶ جامع بیان العلم وفضلہ ص ۶۸۔

(۲) عبدالرحمٰن بن عمرو بن محمد اوزاعی (متوفی ۱۸۷ھ فقیہ کبر مفتی شام (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۶۳۸ الرحلۃ فی طلب الحدیث ص ۱۶۸۔

(۳) تقیید العلم ص ۸۶۔

(۴) رافع بن خدیج انصاری ابورافع (متوفی ۷۵ھ صحابی جلیل غزوہ احد اور اسکے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے (الاصابۃ: ج ۱ ص ۴۹۰)۔

(۵) مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۱۵ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۰۱ تقیید العلم ص ۷۲۔

کے بعض اصحاب نے مجھے منع کیا اور کہا تم ہر وہ بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے ہو لکھ لیتے ہو۔ اللہ کے رسول انسان ہیں کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو حالت رضا میں ہے اور کسی وقت کوئی بات ناراضگی کی حالت میں۔ یہ سنکر میں رک گیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ذکر کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ لکھا کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی''۔(۱)

حاکم مستدرک میں اس حدیث کی روایت کے بعد کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھے جانے کے بارے میں اصل دلیل ہے۔(۲)

نویں حدیث:

حضرت عبداللہ عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی:

''یارسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث روایت کروں میں چاہتا ہوں جس طرح میں آپ کے فرمودات دل میں یاد رکھتا ہوں اسی طرح لکھ بھی لیا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری حدیث ہو تو تم دل میں یاد کرنے کے ساتھ لکھ بھی لیا کرو''۔(۳)

(۱) سنن الدارمی (باب من رخص فی کتابتہ العلم) ج۱ص ۱۲۵، مسند احمد بن حنبل ج ۲ص ۱۶۲، المستدرک ج۱ص ۱۰۴، جامع بیان العلم وفضلہ ص ۶۹۔

(۲) المستدرک: ج۱ص ۱۰۵۔ (۳) سنن الدارمی ج۱ص ۱۲۶۔

عمرو بن شعیب (۱) اپنے والد سے اور وہ دادا (عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی:

''میں آپ سے جو کچھ سنتا ہوں وہ لکھ لیا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا خواہ رضامندی کی حالت ہو یا ناراضگی کی۔ فرمایا ہاں کیونکہ مجھے مناسب نہیں ہے کہ حق کے سوا کوئی بات کہوں''۔ (۲)

۱۷۔ یہ احادیث ہیں جو حدیث کے تحریر کرنے کی اجازت بلکہ حکم پر مشتمل ہیں ان میں سے بعض احادیث صحیح اور حسن ہیں اور بعض احادیث کی سندوں پر محدثین نے کلام بھی کیا ہے مگر مجموعی طور پر سب ایک دوسرے کی مؤید ہیں اور مزید شواہد بھی موجود ہیں۔ ان سب احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھی گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسامنے آپ کی اجازت بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لکھی گئیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے احادیث لکھنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صریحا اجازت لی اور وہ آپ کی احادیث اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھتے رہے کہ ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور کوئی نہیں ہوتا تھا ان کے علاوہ دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھتے تھے چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت صحابہ سے کہا کہ آپ حضرات احادیث سناتے ہیں اور آپ صلی اللہ

---

(۱) عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ (متوفی ۱۱۸ھ) تابعی ہیں۔ (رجال التسعۃ ج ۳ ص ۱۴۹۔ التاریخ الکبیر ج ۶ ص ۳۴۲)۔

(۲) مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۰۷۔

علیہ وسلم کے بارے میں جھوٹ بولنے کے سلسلے میں اس قدر شدید وعید بھی سن چکے ہیں۔ تو ان سب کا جواب یہ تھا کہ ہم جو سنتے ہیں وہ ہمارے پاس لکھا ہوا محفوظ ہے۔

۱۸۔ ان تمام توضیحات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حدیث لکھنے کی ممانعت کا تعلق نزول وحی کے اولین دور سے ہے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث لکھنے کی نہ صرف یہ کہ عام اجازت دیدی بلکہ اس کا حکم فرمایا اس عمومی اجازت اور حکم کے بعد صحابہ کرام نے اپنی تمام توانائیاں احادیث کو صدور اور سطور میں محفوظ کرنے میں لگا دیں۔ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث قلمبند کیں اور ان میں سے بعض نے مجموعے اور صحیفے تیار کیے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو انھوں نے ارادہ کیا کہ احادیث وسنن ایک مجموعے میں لکھ لی جائیں۔ چنانچہ اس مسئلے میں آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا سب نے یہی رائے دی کہ احادیث یکجا لکھ لی جائیں۔ اس مشورہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ماہ استخارہ کرتے رہے اور ایک روز آپ نے ارادہ مستحکم کر کے صحابہ کرام سے فرمایا کہ میں نے احادیث لکھوانے کا ارادہ کیا تھا لیکن میں نے ان قوموں کے بارے میں سوچا جنہوں نے تم سے پہلے کتابیں لکھی تھیں اور پھر وہ انہی میں منہمک ہوگئے اور اللہ کی کتاب کو چھوڑ دیا قسم بخدا میں اللہ کی کتاب کے ساتھ اور کسی شئے کو نہیں ملاؤں گا۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جملہ احادیث کو لکھوانے اور ان کو عمومی طور پر مدون کرانے کا ارادہ کیا تھا لیکن انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں بعد میں مسلمان قرآن کو چھوڑ کر ان کتابوں میں منہمک ہو جائیں اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی

---

(۱) تقیید العلم ص ۴۹، التراتیب الاداریہ ج ۲ ص ۲۴۹۔

رائے حدیث کے لکھنے اور مدون کرنے کی نہ ہوتی تو سرے سے ارادہ ہی نہ کرتے اور ارادہ کر کے اس قدر فکر و تامل اور مشورہ نہ کرتے۔ یہ ساری بات اسی امر کی دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ احادیث کے عمومی تدوین چاہتے تھے لیکن جب انھوں نے گزشتہ امتوں کی گمراہی کے اسباب پر غور کیا اور انھوں نے اس کا ایک سبب اللہ کی کتاب کو چھوڑ دینا سمجھا تو اس پر احادیث کی مجموعی تدوین کا ارادہ ترک کر دیا۔(۱)

چنانچہ علامہ ابن رشد (۲) اپنی کتاب البیان والتحصیل میں لکھتے ہیں۔

"مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ جملہ احادیث یکجا لکھی جائیں تا کہ وہ مسلمانوں کے لئے ایک مستقل اصل بن جائے تا کہ وہ اس کی جانب رجوع کریں لیکن پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے توقف فرمایا کیونکہ احادیث جمع کرنے کے بعد ان کی صحت کا معیار اس طرح قطعی نہیں ہو سکتا جس طرح قرآن کی صحت قطعی ہے اس لئے کہ قرآن کا نقل متواتر ہے اور تمام احادیث کا نقل متواتر نہیں ہے اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ احادیث کا معاملہ امت کے نظر واجتہاد پر چھوڑ دیا جائے کہ علماء اپنی کاوش سے ان کی صحت کا جائزہ لیں۔(۳)

مکاتیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۱۹۔ قرآن کریم کی جس قدر آیات نازل ہوتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) مباحث فی علوم الحدیث ص ۲۹۰۔

(۲) محمد بن احمد بن رشد الاندلسی متوفی ۵۹۵ھ مولف بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد (الاعلام ج ۵ ص ۳۱۸)۔

(۳) التراتیب الادار یہ ج ۲ ص ۲۴۸۔

انہیں لکھوالیتے اس مقصد کے لئے صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی جنکی تعداد چالیس سے زائد تھی انہیں کاتبین وحی کہا جاتا تھا ان کے علاوہ بھی متعدد صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مختلف دستاویزات لکھا کرتے تھے۔ یہ دستاویزات مختلف سیاسی اور غیر سیاسی اور لین دین سے متعلق ہوتیں نیز مختلف زبانوں میں دعوتی خط لکھے جاتے تھے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم فرمایا اور انھوں نے اس حکم کی تعمیل میں سترہ دن میں زبان سیکھ لی (۱) اس کے بعد حضرت زید بن ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب لکھتے اور جو غیر مسلم حکمرانوں کے خط آتے وہ آپ کو پڑھ کر سناتے۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن ارقم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط اور مکاتیب لکھا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بادشاہوں کے خطوں کے جواب لکھا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ پر اس قدر اعتماد کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دیدی تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط سنائے بغیر مہر لگا کر اور بند کر کے بھیجدیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی کاتبین وحی میں سے تھے اور وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلاطین عالم کو خط لکھتے تھے اور اگر یہ دونوں حضرات کسی وقت موجود نہ ہوتے تو موجود صحابہ میں سے دیگر حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قائدین اور بادشاہوں کو خطوط لکھتے۔

---

(۲) مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۱۸۲۔

(۳) صحیح البخاری بحاشیۃ السندی ۰ (ترجمہ الحکام) ج ۴ ص ف ۲۴۴، مسند احمد بن حنبل ج ۱۸۶۵۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تعداد میں تحریریں اور دستاویزات لکھوائیں جن کے موضوعات بھی متنوع تھے۔ مثلاً بادشاہوں اور سلاطین عالم کے نام دعوتی خطوط غیر مسلم دنیا کے بادشاہوں اور حکام سے مختلف معاملات پر مکاتیب قبائلی سرداروں اور ملوک وحکام سے معاہدات اپنے مقرر کردہ عاملوں کو احکام اسلام کے بیان اور توضیح پر مشتمل مراسلات قائدین لشکر کو ہدایات زمین کے قطعات عطا کرنے کے فرامین اور قرض وغیرہ جیسے لین دین کے معاملات کی دستاویزات۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر لکھی گئی متنوع دستاویزات تھیں اور ظاہر ہے کہ یہ سب بھی احادیث ہیں۔ محدثین اور علماء اسلام کی سعی سے ان میں سے بہت سی تحریریں محفوظ رہیں اور ہم تک پہنچی ہیں محدثین اور مؤرخین نے ان دستاویزات کے نقل وروایات اور ان کے جمع وتدوین کا بے حد اہتمام کیا ہے بکثرت محدثین اور تاریخ نویس متعدد مواقع پر لکھتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں تحریر اصل صورت میں دیکھی یا ہم نے فلاں خاندان کے لوگوں کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فلاں دستاویز دیکھی۔ غالباً سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب کا مجموعہ ایک محدث ابوجعفر (جو دیبل) (کراچی) کے رہنے والے تھے) نے مرتب کیا تھا اس میں انھوں نے عمرو بن حزم (۱) کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب یکجا کئے تھے۔ (۲) پھر اس مجموعہ کے ساتھ ابن طولون نے مزید مکاتیب کا اضافہ کر کے اسے

---

(۱) عمرو بن حزم بن زید انصاری ۰ (متوفی ۵۰ھ) مشہور صحابی آپ کو رسول اللہ نے نجران (یمن) کا عامل مقرر کیا تھا (رجال التسعۃ: ج ۳ ص ۱۳۹)۔

(۲) الوثائق السیاسیۃ ص ۱۱۔

ترتیب نو عطا کی اور اسے کتاب اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین کے آخر میں بطور ملحق شامل کردیا۔عصر جدید کے ایک عالم اور محقق ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیاسی مکتوبات کو جمع کیا یہ تین سو زائد مکاتیب ہیں فاضل محقق کی اس کتاب کا نام الوثائق السیاسیۃ ہے۔

۲۰۔صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہان عالم کے نام دعوتی خطوط ارسال کیئے اور یکم محرم ۷ھ کو ایک ساتھ چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ خطوط دے کر روانہ فرمایا۔عمرو بن امیۃ الضمری (۱) شاہ حبشہ نجاشی کے پاس مکتوب رسالت لیکر گئے نجاشی نے خط کی تکریم کی اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔دحیۃ بن خلیفہ کلبی (۲) قیصر روم ھرقل کے پاس گئے اس نے قبول اسلام کا ارادہ کیا لیکن اہل دربار کے رویئے کے پیش نظر اسلام نہ لا سکا۔عبداللہ بن حذافہ سہمی شاہ ایران کسریٰ کے پاس گئے۔اس بد بخت نے نامۂ مبارک چاک کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بد دعا دی اور فرمایا کہ اے اللہ تو اسکا ملک ٹکڑے ٹکڑے کر دے چنانچہ اسی طرح ہوا۔

حاطب بن ابی بلتعۃ (۳) عظیم قبط مقوقس کے پاس مکتوب رسالت لے کر

---

(۱) عمرو بن امیہ خویلد (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی) مشہور صحابی رسول (رجال التسعۃ: ج ۳ ص ۱۳۳)۔

(۲) دحیۃ بن خلیفہ کلبی (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی) صحابی رسول (رجال التسعۃ: ج ۱ ص ۴۷۲)۔

(۳) حاطب بن ابی بلتعہ (متوفی ۳۰ھ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بدری صحابی۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۴۷)۔

گئے اس نے خیر مقدم کیا لیکن اسلام قبول نہ کر سکا شجاع بن وھب اسدی (۱) حارث بن شمر اور سلیط بن عمرو (۲) یمامہ کے ھوذۃ بن علی کے پاس گئے اس نے بھی تکریم کی۔(۳)

۲۱۔چار مکاتیب کی اصل تحریریں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوائی تھیں دریافت ہوگئیں ہیں۔

۱۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقوقس کے نام خط اصل خط مصر کے کسی کنیسہ میں محفوظ تھا وہاں سے مستشرق بارتیملی نے دریافت کیا ہے۔

۲۔مکتوب نبوت بنام منذر بن سادی اصل خط کی تصویر ایک جرمن مستشرق نے شائع کی ہے۔

۳۔نجاشی کے نام مکتوب رسالت اسے مشہور مستشرق ڈنلپ نے شائع کیا ہے۔

۴۔کسریٰ کے نام مکتوب، صلاح الدین منجد نے یہ خط دریافت کیا ہے۔(۴)

مرحوم ڈاکٹر حمید اللہ نے پہلے مکاتیب کی صحت اور ان کی اصلیت پر دو تحقیقی مقالے لکھے جن میں ایک مجلہ عثمانیہ حیدر آباد دکن میں شائع ہوا اور دوسرا ۱۹۳۹ء میں حیدر آباد کے انگریزی مجلہ اسلامک کلچر میں شائع ہوا۔(۵)

(۱) شجاع بن وھب اسدی صحابی رسول مہاجر حبشہ۔

(۲) سلیط بن عمرو بن عبد شمس حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لائے (الاصابہ: ج ۲ ص ۷۱)۔

(۳) زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ج ۱ ص ۳۰۔

(۴) صلاح الدین المنجد ایک معاصر محقق سیر اعلام النبلاء کا مقدمہ ان کے قلم سے ہے۔

(۵) الوثائق السیاسیہ ص ۳۔۱۰۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عاملوں کو بھی متعدد مکاتیب تحریر فرمائے ان میں سے ایک اہم مکتوب وہ مفصل قانونی دستاویز ہے جو حضرت عمرو بن حزمؓ کو روانہ فرمائی یہ ایک مفصل اور جامع دستاویز ہے جس میں متعدد شرعی احکام بیان کیے گئے اور فقہ کے کئی مسائل ذکر کیے گئے ہیں۔ یہ مکتوب یا اس مکتوب کے بعض حصے۔ اکثر محدثین نے اپنی اپنی تصانیف میں روایت کیے ہیں چنانچہ ابوداؤد (۱) نسائی (۲) اور ابن حبان (۳) نے اس مکتوب کی تخریج کی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۴) نے عمرو بن حزم کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔ (۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستاویز صدقات (زکوۃ) کے بارے میں تحریر کروائی مگر وہ وفات سے قبل بھیجی نہ جاسکی اور آپ کی تلوار کے پرتلے میں محفوظ رہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے اور آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنا کر بھیجا تو انہیں جو مکتوب روانہ کیا تھا وہ دراصل صدقات سے متعلق یہی دستاویز تھی۔ بہرحال حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہر دو خلفاء نے اپنے دور خلافت میں اس دستاویز میں مندرجہ احکام کے مطابق عمل کیا۔ (۶)

---

(۱) سلیمان بن الاشعث ابوداؤد (متوفی ۲۷۵ھ) ان کی کتاب سنن ابوداؤد ہے جو صحاح ستہ میں سے ایک ہے (تاریخ بغداد: ج ۹ ص ۵۶۔ البدایۃ والنہایۃ ج ص ۱۲۳)۔

(۲) احمد بن شعیب ابن علی النسائی (متوفی ۳۰۳ھ) صاحب سنن جس کا کتب ستہ میں شمار ہے (تذکرہ الحفاظ ج ۲ ص ۲۹۸۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۱۱۔ ص ۱۲۳)۔

(۳) محمد بن حبان احمد التیمی (متوفی ۳۵۴ھ) حدیث کی کتاب کے مولف جو صحیح ابن حبان کے نام سے متعارف ہے (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۰۱)۔

(۴) احمد بن علی بن محمد العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) صحیح بخاری کی اعلیٰ ترین اور مستند ترین شرح فتح الباری کے مؤلف عسقلان فلسطین کا ایک شہر جو آج کے اسرائیل میں واقع ہے (شذرات الذہب ج ۷ ص ۷۷۔

(۵) الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ج ۴ ص ۲۹۳۔

(۶) السنن الکبری ج ۴ ص ۸۸۔

صدقات کے بارے میں مکتوب رسالت کے سلسلے میں وارد احادیث کی بحث وتحقیق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات سے متعلق دو دستاویزات تیار کرائی تھیں ایک تو وہ جو حضرت عمرو بن حزم کو بھیجی گئی اور دوسری وہ جو آپ کی تلوار کے ساتھ محفوظ رہی اور ارسال نہیں کی گئی اور جسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بحرین حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ارسال کیا اور خود اپنی وفات کے وقت تک اس کیمطابق عمل کرتے رہے۔ یہ دونوں دستاویزات صحابہ کرام اور تابعین کے درمیان مشہور ومتعارف تھیں اور جب بھی کسی کو ضرورت ہوتی انکی نقول تیار کی جاتی تھیں۔ ابن جریج (۱) کا بیان ہے کہ مجھے عثمان بن عثمان (۲) نے ایک دستاویز دی جو عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم (۳) نے محمد بن ھشام (۴) کو جو اس وقت گورنر مکہ تھے لکھی تھی اور دراصل یہ وہی تحریر تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو ارسال کی تھی ابن جریج ہی کا بیان ہے کہ عکرمہ بن خالد (۵) نے بتایا ہے کہ انہیں ابوبکر بن عبید اللہ بن عمر (۶) نے ایک تحریر ارسال کی یہ تحریر

---

(۱) عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج (متوفی ۱۵۰ھ) میزان الاعتدال ۲۔۶۰۹ تذکرہ الحفاظ۔ ج ۱ ص ۱۶۹)۔

(۲) عثمان بن عثمان مسلم ابوداؤد اور نسائی نے ان کی احادیث روایت کی ہیں ثقہ راوی ہیں (التاریخ الکبیر ج ۲ ص ۲۴۳)۔

(۳) عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم (متوفی ۱۳۰ھ ثقہ بخاری اور مسلم نے انکی احادیث روایت کی ہیں (رجال التسعۃ: ج ص ۹۲۰۷)۔

(۴) محمد بن ھشام بن اسماعیل (متوفی ۱۲۰ھ) ان کے دادا ہشام صحابی تھے محمد بن ہشام مکہ کے گورنر تھے (تہذیب ج ۹ ص ۴۳۷)۔

(۵) عکرمہ بن خالد بن العاص راوی حدیث امام بخاریؒ نے توثیق کی ہے (تہذیب التہذیب: ج ۷ ص ۲۳۰)۔

(۶) ابوبکر بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر (۱۳۰ھ کے بعد وفات پائی) ثقہ راوی ہیں مسلم ابوداؤد نسائی اور ترمذی نے انکی احادیث روایت کی ہیں) (التاریخ الکبیر ج ۸ ص ۹)

انہوں نے اس صحیفہ سے نقل کی تھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کے پر تلے سے بندھا ہوا تھا۔ ابو عبید (۱) کتاب الاموال میں لکھتے ہیں کہ صدقات کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریر سے متعلق روایات متواتر کے درجے تک پہنچی ہوئی ہیں سب کا اسکے مطابق عمل رہا اور اونٹ کی زکوۃ کے بارے میں تابعین اسی تحریر کے مطابق فتویٰ دیتے رہے۔

غرض صحابہ کرام اور تابعین سب ان مکاتیب میں درج احکام پر متفق تھے اور ان احکام کو اجماع کی حیثیت حاصل ہوگئی تھی۔ (۲)

۲۳۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے پہلے سال ایک دستوری دستاویز لکھوائی جس میں آپ نے مسلمانوں کے حقوق لکھوائے اس تحریر میں متعدد مرتبہ اہل الصحیفہ کا لفظ بھی آیا ہے۔ گویا یہ اسلامی ریاست کا دستور اور حکومت کا میثاق تھا اور یہ تاریخ عالم کا پہلا تحریری دستور ہے۔ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو مکتوب لکھا جس میں اسلام کے اہم احکام بیان کیے گئے۔ ضحاک بن سفیان کو مکتوب تحریر فرمایا جس میں یہ حکم بھی تحریر کیا کہ اشیم ضبابی جو قتل ہو گئے تھے انکی دیت میں سے ان کی بیوہ کو وارث بنایا جائے۔ (۳)

عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) ابو عبید القاسم بن سلام (متوفی ۲۲۴ھ) مولف کتاب الاموال۔ (الاعلام ج ۵ ص ۱۷۶)۔

(۲) خلاصۃ الاثر فی سیرۃ سید البشر ص ۱۰۷، دراسات فی علوم الحدیث ص ۴۳۔

(۳) الرسالۃ ف ۱۱۷۲، الاصابۃ ج ۱ ص ۵۲۔

نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل ہمیں یہ تحریر لکھی کہ مردار کی کھال اور دیگر اشیاء سے انتفاع مت کرو۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب دے کر روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ دو روز کے بعد اس خط کو پڑھیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ بیان کرتے ہیں میں نے خط پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ جب تم مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ پر اترو تو وہاں ٹھہر کر قریش کی خبریں معلوم کرو۔(۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ(۳) کو حکم فرمایا کہ وہ فی الوقت مکہ مکرمہ ہی میں رکے رہیں حضرت عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ کی خبریں بھیجتے تھے۔ جبکہ خود ان کی خواہش تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ پہنچ جائیں۔ اس پر رسول اللہ نے انہیں تحریر کیا آپ کا مکہ میں رہنا زیادہ بہتر ہے۔(۴)

انصار کے بارہ افراد نے بیعت عقبہ ثانیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی جب ان حضرات کی مساعی سے مدینہ منورہ کے گھر گھر اسلام پہنچ گیا تو انھوں نے رسول اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ ہمیں ایک معلم بھیج دیں تاکہ وہ ہمیں قرآن

(۱) الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۲۸۶۔

(۲) عبداللہ بن جحش اسدی (متوفی ۳ھ) صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہ کے بھائی جنگ احد میں شہید ہوئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کیساتھ ایک قبر میں مدفون ہوئے (الاعلام ج ۴ ص ۷۶)۔

(۳) عباس بن عبدالمطلب (متوفی ۳۲ھ) عم رسول اللہ صلی علیہ وسلم (الاصابہ ج ۲ ص ۳۲۸)۔

(۴) الوثائق السیاسیۃ ص ۲۵۔

پڑھائے اور دین سکھائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر کو بھیجا۔ مصعب مدینہ منورہ پہنچے تو انھوں نے کچھ عرصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ انہیں جمعہ قائم کرنے کی اجازت دی جائے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں نہ جمعہ قائم کر سکتے تھے اور نہ اس امر کی گنجائش تھی کہ اس طرح نماز قائم کرنے کے ارادہ کا کافروں کو علم ہو۔ بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو تحریر فرمایا کہ جمعہ کے روز زوال کے بعد دو رکعت نماز جمعہ پڑھو۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات طیبہ میں بڑی تعداد میں مکاتیب ورسائل اور مواثیق معاہدات دستاویزات اور احکام شریعت کے بیان پر مشتمل تحریریں لکھوائیں اور یہ سب احادیث نبوی ہیں یہاں ان میں سے چند مکاتیب صرف یہ ثابت کرنے کے لیے درج کیے گئے ہیں کہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کی اجازت بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ ہی کے سامنے لکھی جاتی تھیں۔

دوسرا باب

کتابت وتدِوین حدیث اور خلفائے راشدین

۲۴۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عرصہ خلافت بے حد مختصر ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے دین اسلام اور اللہ کی نازل کردہ کتاب اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کی جس طرح حفاظت وصیانت کی اس پر امت مسلمہ قیامت تک انکی مرہون منت رہے گی۔ قرآن کریم کی تحریری شکل میں حفاظت کے اہتمام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کیساتھ تھے۔ بعد ازاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تدوین قرآن کے اس عمل کی تکمیل کی جس کا آغاز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

قرآن کریم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی شریعت کے دو غیر منفصل اجزاء ہیں دونوں کے مجموعے کا نام ہی شریعت ہے خلفائے راشدین کی سیرت کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ جس طرح انھوں نے قرآن کریم کی حفاظت وصیانت میں سعی بلیغ کی اسی طرح سنت نبوی کی بھی حفاظت فرمائی۔ بلکہ آئندہ کے لیے اس کی روایت ونقل کے زریں اصول وضع فرمائے ان کی

ساری زندگی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھی اور انکی عملی سیاسی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلو اللہ کے رسول کی سنت کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ امور خلافت کی انجام دہی میں سنت نبوی ہی سے راہنمائی حاصل کی جاتی اور عمال حکومت کو تحریر کیے جانے والے فرامین میں نہ صرف یہ کہ سنت نبوی سے استشہاد اور استدلال ہوتا بلکہ بیشتر مواقع پر احادیث تحریر کر کے ان کے مطابق عمل کرنے کی تاکید کی جاتی متعدد صحیح روایات سے یہ امر ثابت ہے کہ حضرات خلفائے راشدین نے متعدد مواقع پر احادیث تحریر فرمائیں جیسا کہ ہم آئندہ ذکر کرینگے۔

ا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۲۵۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ میں نے اسلام قبول کرنے کے معاملے میں ہر ایک میں تھوڑی بہت جھجک محسوس کی سوائے ابوبکر کے کہ انہیں جب دعوت اسلام دی گئی تو بلا ادنی تامل ایمان لائے۔ معراج کے موقعہ پر کافروں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ یہ تمہارے ساتھی کیا کہہ رہے ہیں کہ وہ ایک رات میں بیت المقدس ہوکر واپس آگئے یہ سنکر حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر محمد ﷺ نے یہ کہا ہے تو درست فرمایا ہے۔ میں تو اس سے پہلے اس سے بھی بڑی بات پر ایمان لا چکا ہوں کہ وہ فرماتے ہیں کہ ان پر اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے اور اللہ کا فرشتہ آپ کے پاس آتا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دربار نبوت سے صدیق کا لقب عطا ہوا آپ رضی اللہ عنہ کو عتیق کا لقب بھی ملا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ہر گھڑی

اور ہر لمحہ ساتھ رہے اور قرآن کریم نے آپ رضی اللہ عنہ کا ذکر ثانی اثنین کیساتھ فرمایا ۱۳ھ میں انتقال ہوا(۱) کتب حدیث میں آپ کی مرویات کی تعداد ۱۴۲ ہے۔(۲)

روایت حدیث میں احتیاط اور اصول تثبت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی نقل و روایت ایک اہم فریضہ ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حدیث کی نقل و روایت میں اصول تثبت وضع فرمایا۔ جس کا مطلب ہے کہ حدیث کی روایت میں حد درجہ احتیاط برتی جائے اور راوی حدیث جب حدیث کی نقل کرے تو پوری احتیاط کے ساتھ الفاظ حدیث ادا کرے اسی طرح حدیث کو اخذ کرنے والا اس بات کا اہتمام کرے کہ پوری توجہ سے کلمات حدیث کو سنے اور یہ دیکھے کہ حدیث کی روایت کرنے والا راوی الفاظ حدیث کو پوری طرح سمجھ کر اور حفظ کیساتھ ادا کر رہا ہے اور اس امر کا کوئی شائبہ نہیں ہے کہ اسے نقل حدیث میں کوئی مغالطہ ہوا ہو۔ چنانچہ حافظ ذہبی نے تذکرہ الحفاظ میں لکھا ہے کہ:

> ایک دادی (پوتے کی) میراث پانے کی متمنی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی آپ نے فرمایا کہ قرآن میں تمہارا حصہ نہیں ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میراث کی اس صورت میں تمہارا کوئی حصہ بیان فرمایا ہے ازاں بعد آپ نے صحابہؓ سے استفسار فرمایا حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کو چھٹا

(۱) الاصابۃ: ج ص ۳۳۳۔

(۲) الاعلام: ج ۴ ص ۱۰۲۔

حصہ دلایا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہاری تائید میں کوئی اور بھی ہے اس پر محمد بن مسلمہ نے اس امر کی تائید کی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہی فیصلہ فرمایا تھا یہ سنکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ ہمارے دور کے بعض متجددین نے اس روایت کو اس طرح بیان کرنے کی کوشش کی ہے جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر میں حدیث کی زیادہ اہمیت نہیں تھی حالانکہ یہ روایت تو سراسر اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ صرف اس حدیث کو قبول فرمایا اور اس کے مطابق فیصلہ فرمایا بلکہ ہمیشہ کے لیے اصحاب روایت کے لئے یہ اصول مقرر فرمایا کہ حدیث کے اخذ و روایت میں احتیاط کو ہر حالت میں ملحوظ رکھنا چاہیے۔

صحیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۲۶۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث کا ایک مجموعہ (صحیفہ) مرتب فرمایا تھا جو پانچ سو احادیث پر مشتمل تھا۔ چنانچہ حافظ ذہبیؒ نے بحوالہ حاکم از قاسم بن محمد روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ:

''میرے والد نے ایک مجموعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو احادیث جمع کی تھی ایک رات میں نے دیکھا کہ آپ بار بار کروٹیں بدل رہے ہیں میں نے پریشان ہو کر دریافت کیا کہ کیا آپ کو کوئی تکلیف یا پریشانی ہے بہرحال صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ بیٹی ذرا احادیث کا وہ مجموعہ

لاؤ جو تمہارے پاس ہے۔ آپ نے اسے آگ میں جلا دیا۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ نے اسے جلا کیوں دیا فرمایا مجھے یہ ڈر ہوا کہ کہیں میری موت آ جائے اور اس مجموعہ میں بعض ایسی احادیث بھی ہوں جو میں نے ایسے شخص سے سنی ہوں جس پر میں نے اعتماد کر لیا ہو مگر فی الحقیقت ایسا نہ ہو اور میں اللہ کے ہاں اس کی روایت کا ذمہ دار ہو جاؤں''۔

تذکرہ الحفاظ میں اس روایت کے بعد یہ الفاظ ہیں فھذا الا یصح واللہ أعلم(۱) (یہ صحیح نہیں ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے) بظاہر یہ کلمات حافظ ذھبی کے ہیں جس کا مطلب غالبًا یہ ہے کہ ان کے نزدیک جلانے کی روایت درست نہیں ہے واللہ اعلم۔ اس روایت سے بہر حال یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے احادیث تحریر فرمائیں اور ان کا ایک مجموعہ مرتب کیا۔ لیکن آپ نے یہ تمام احادیث براہ راست رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تھیں بلکہ بعض دیگر اصحاب سے بھی سنی تھیں اور یہ بات متعارف ہے کہ صحابہ کرام ایک دوسرے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنا کرتے تھے۔ بہر حال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ اندیشہ دامن گیر ہوا کہ اگر میں مر گیا اور اس مجموعہ میں کوئی ایسی حدیث بھی ہو جو راوی کے اعتماد اور بھروسہ پر مجموعہ میں شامل کر لی ہو اور فی الواقع اس نے روایت حدیث میں ضبط اور تثبت سے کام نہ لیا ہو اور قول رسول میں کوئی لفظ یا کوئی بات بعینہ اس طرح ادا نہ ہوئی ہو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہو گی۔ تو روز قیامت اس کا حساب دینا ہو گا اور اس پر گرفت ہو گی اس خوف آخرت کے تحت آپ نے اس مجموعہ کے جلانے کا فیصلہ فرمایا۔

(۱) تذکرہ الحفاظ ج ا ص ۵۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دیگر تحریریں:

صحابہ کرام اور بالخصوص خلفائے راشدین امور مملکت اور انتظامی معاملات نیز ذاتی ضرورتوں میں بھی جب مکاتبت کرتے تو ہمیشہ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نظر رکھتے اور جابجا عمل نبوت اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو جو اس وقت انکی طرف سے بحرین کے عامل تھے زکوۃ کے نصاب اور اس کی وصولیابی سے متعلق خط لکھا۔ جو اصلاً وہی مکتوب تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا تھا یعنی بعینہ مکتوب رسالت کی نقل آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو روانہ کی اور اس کے مطابق عمل کا حکم دیا اور اس پر خلیفہ رسول اللہ (اللہ کے رسول کے نائب) ہونے کی حیثیت میں مہر نبوت بھی ثبت فرمائی۔ (۱)

چنانچہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں بھی یہ تصریح موجود ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس کو خط لکھا اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لگی ہوئی تھی (۲) ایک موقعہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور اس میں انصاری صحابہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو تحریر فرمایا:

"اقبلو امن محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم"۔ (۳)

(ان میں جو لوگ اچھے اعمال کریں انہیں قبول کرلو اور جو کوئی بری بات کرے اس سے درگزر کرو)

---

(۱) مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۸۳۔

(۲) صحیح بخاری بحاشیۃ السندی (الزکوۃ) ج ۱ ص ۱۹۴۔ (۳) المعجم الکبیر ج ۱ ص ۶۳۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

۲۷۔حضرت عمر بن الخطابؓ کے اسلام لانے کی دعا زبان نبوت سے صادر ہوئی اور جب آپ اسلام لائے تو آپ الفارق بین الحق والباطل (حق و باطل میں فرق کرنیوالے) بن گئے اور دربار نبوت سے الفاروق کا لقب پایا۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم اللہ کی عبادت کھلے عام نہیں کر سکتے تھے عمرؓ اسلام لائے تو ہم اللہ کی عبادت علی الاعلان کرنے لگے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ سبحانہ کی جانب سے موفق اور ملہم تھے۔متعدد بار آپ نے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا اسی کے مطابق وحی نازل ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے عمر کی زبان اور اس کے قلب پر حق جاری فرما دیا ہے۔(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تمام غزوات میں شرکت فرمائی ۲۳ھ میں شہید ہوئے آپ سے پانچ سوسینتیس (۵۳۷) احادیث مروی ہیں۔(۲)

روایت حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حد درجہ محتاط تھے۔حافظ ذہبیؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ انھوں نے قبول روایت حدیث کے لئے تثبت کا اصول وضع کیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ روایت حدیث اور قبول حدیث میں حزم واحتیاط اختیار کی جائے۔راوی جب روایت کرے تو اسے اس امر کا پورا ادراک ہو کہ اس کا تعلق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے ہے۔

(۱) الاصابۃ ج ۲ ص ۵۱۱۔(۲) اشہر مشاہیر الاسلام ج ۲ ص ۱۹۴۔

اس لیے ہر لفظ حفظ اور اتقان کے ساتھ ادا کرے کہ کسی طرح کا شک اور تأمل باقی نہ رہے۔ اس طرح اخذ حدیث کرنے والا یہ اطمینان اور یقین حاصل کرلے کہ فی الواقع جو بات روایت کی گئی ہے اس کا انتساب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درست ہے اور جو قول نقل کیا گیا ہے وہ فی الحقیقت فرمودۂ نبوت ہے۔ اصول تثبت کا وہ مفہوم نہیں ہے کہ جو ہمارے دور کے بعض حضرات نے سمجھا ہے کہ شیخین کو قبول حدیث اور اخذ روایت میں کوئی تردد یا تأمل تھا اس لیے وہ اسکی تائید اور شہادت طلب کیا کرتے تھے۔

خبر واحد (ایسی روایت جس کا راوی فرد واحد ہو) کے باب میں بھی اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی تأمل ہوتا تو اس کے قبول کرنے میں بھی احتیاط فرماتے چنانچہ حافظ ذہبی نے ھشام از والد خود سے روایت کیا ہے:

"ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے اس عورت کے حکم کے بارے میں مشورہ کیا جس کا حمل کسی شخص کی وجہ سے ساقط ہو جائے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ اس صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا تھا کہ یہ شخص ایک غرہ ادا کرے گا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو کسی اور کو بھی لاؤ جو یہ بات جانتا ہو چنانچہ محمد بن مسلمہ نے تائید کی کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ فرمایا تھا"۔

صحیفۂ عمر

۲۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حدیث کا ایک مجموعہ تحریر فرمایا تھا جو

انہوں نے اپنی تلوار کے پرتلے میں محفوظ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کے پرتلے میں محفوظ ایک صحیفہ احادیث ملا جس میں جانوروں کی زکوۃ کے احکام تھے۔ ہوسکتا ہے کہ سالم بن عبداللہ کو جونسخہ ملا تھا اور جو انھوں نے ابن شہاب زھری کے پاس پڑھا تھا وہ یہی صحیفہ ہو۔ اس بات کی تائید محمد بن عبدالرحمٰن انصاری کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ:

"حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ بننے کے بعد کسی شخص کو مدینہ منورہ روانہ کیا کہ وہ صدقات (زکوۃ کے احکام) کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطوط لے کر آئے۔ حضرت عمرؓ کے اہل خانہ کے پاس حضرت عمرؓ کا مکتوب ملا جس میں احکام زکوۃ اسی طرح درج تھے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط میں مذکور تھے ان صاحب نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کیلئے ان دونوں خطوں کی نقل تیار کی"۔

روایت ہے کہ:

"حضرت عمر بن عبدالعزیز نے محمد بن عبدالرحمٰن کو بھی ان دونوں خطوں کی نقول تیار کرنے کا حکم دیا تھا اور انھوں نے بھی نقول تیار کی تھیں۔ (۲)

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس مکتوب نبوت کی زیارت کی تھی اور اسے پڑھا تھا (۳) اور ابن شہاب زھری نے بھی یہ مکتوب دیکھا تھا اور سالم بن عبداللہ کو پڑھوایا تھا۔ (۴)

---

(۱) السنۃ قبل التدوین ص ۳۵۳۔ (۲) الاموال ص ۳۲۸۔ (۳) التراتیب الاداریہ ج ۲ ص ۲۰۱۔

(۴) النسائی بشرح السیوطی ج ۸ ص ۵۹۔

امر واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کے احکام سے متعلق ایک مکتوب تحریر کرایا تھا یہی مکتوب تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے پر تلے میں محفوظ تھا اسی کی نقل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک کو بھی روانہ فرمائی اور یہی مکتوب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کے پر تلے میں محفوظ تھا جو حضرت عمر کے بعد ان کے خاندان میں محفوظ رہا جس کی نقل حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے بنوائی اور خاص مکتوب نبوت کی بھی نقل تیار کرائی ممکن ہے کہ اس کی نقل دوسرے صحابہ کرام کے پاس بھی ہو۔ علاوہ بریں زکوۃ سے متعلق احکام صحابہ کرام نے اور بعد ازاں تابعین نے زبانی بھی روایت کئے ہیں۔ اگر زبانی روایات میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خود لکھوائی ہوئی تحریر میں کوئی فرق ہوتا تو ضرور محدثین اس کو بیان کرتے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ احکام زکوۃ کی زبانی روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر کے عین مطابق تھیں بنا بریں اس شک کا جو بعض متجددین ذکر کرتے ہیں کہ شاید احادیث کی روایات میں کوئی کمی بیشی واقعی ہوگئی ہو کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ واللہ اعلم

حضرت عمرؓ اور جمع احادیث کا اہتمام

قرآن کریم مصحف کی صورت میں عہد صدیق میں لکھا جا چکا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں احادیث کے ضبط تحریر میں لانے کے بارے میں غور وفکر کیا پھر آپ نے صحابہ کرام کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا صحابہ کرام نے یہی مشورہ دیا کہ احادیث نبوی کو ضبط تحریر میں لایا جائے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مشورہ کے

بعد بھی غور وفکر کرتے رہے اور ایک ماہ تک اس معاملے میں اللہ سے استخارہ کرتے رہے ایک ماہ کے بعد ایک صبح بیدار ہوئے تو اللہ سبحانہ کے حکم سے آپ کا عزم وارادہ مستحکم ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ نے جماعت صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"آپ سب کو معلوم ہے میں نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ضبط تحریر میں لانے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن میں نے پچھلی قوموں کے حالات پر نظر ڈالی تو میں نے یہ دیکھا کہ انہوں نے بھی کتابیں تحریر کیں۔ پھر اللہ کی کتاب کو چھوڑ کر ان کتابوں پر ٹوٹ پڑے۔ قسم بخدا میں اللہ کی کتاب کیساتھ کبھی کوئی آمیزش نہیں ہونے دوں گا"۔(۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرکاری حیثیت میں ارادہ فرمایا کہ احادیث کا ایک با قاعدہ تحریری مجموعہ تیار ہو جائے اس سلسلے میں پہلے خود غور وفکر کیا پھر صحابہ کرام سے مشورہ کیا سب نے اس کی تائید کی اور احادیث کے تحریری مجموعہ کی تیاری کے حق میں رائے دی۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ سے ایک ماہ تک استخارہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ ماضی میں قوموں کی تباہی کا ایک بڑا سبب یہ ہوا کہ انھوں نے اللہ کی کتاب کے پہلو بہ پہلو کتابیں لکھیں پھر ان کتابوں پر ٹوٹ پڑے اور اللہ کی کتاب کو چھوڑ دیا۔ یہ سوچ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احادیث کے مجموعے تیار کرانے کے بارے میں اپنی رائے بدل دی اور یہ فیصلہ فرمایا کہ فی الوقت احادیث کے تحریری مجموعے نہ تیار کرائے جائیں تاکہ لوگوں کی تمام تر توجہ قرآن کریم ہی کی جانب مرکوز رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر تربیت صحابہ کرام کی جو جماعت تیار ہوئی

(۱) جامع بیان العلم وفضلہ ج ا ص ۶۷۔

تھی وہ سب قرآن کریم کے اسلوب طرز بیان اور اس کی معجزانہ شان سے بخوبی واقف تھے ان میں سے ایک بڑی تعداد حفاظ قرآن کی تھی۔ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلوب بیان اور طرز گفتگو سے بھی آشنا تھے اور انہیں بخوبی ادراک تھا کہ اللہ کے کلام میں اور افصح العرب کی گفتگو میں کیا فرق ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بجائے خود عرب میں ممتاز اور نمایاں تھا آپ کو جوامع الکلم عطا ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر جملے فصاحت و بلاغت کیساتھ دریائے معانی اپنے اندر سمیٹے ہوتے۔ لیکن اس کے باوجود کلام اللہ میں اور کلام نبوت میں جو فرق تھا اس سے صحابہ آشنا تھے۔ وہ قرآن کو قرآن سمجھ کر یاد کرتے اور حدیث کو حدیث جان کر محفوظ رکھتے۔ کیا یہ بجائے خود معجزہ نہیں ہے اور کیا یہ قرآن کے کلام اللہ ہونے کی قطعی دلیل نہیں ہے کہ ایک شخص (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلسل ۲۳ برس تک جدا اور ممتاز اسالیب بیان میں گویا رہا۔

دوسری جانب یدخلون فی دین اللہ افواجاً" کی کیفیت تھی اور بیشمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے تھے یہ ابھی تک اسلامی رنگ میں نہیں رنگے گئے تھے۔ ان میں سے بیشتر غیر عرب تھے جنہیں عربی زبان کے اسالیب بیان کا پتہ نہیں تھا وہ ابھی نہ بخوبی قرآن سے واقف ہوئے تھے اور نہ وہ پوری طرح قرآن اور حدیث کی زبان اور اسلوب کے فرق سے آشنا تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیش نظر یہی لوگ تھے اور انہی کے بارے میں یہ اندیشہ محسوس ہوا کہ ہوسکتا ہے کہ کثیر تعداد میں روز بروز اسلام قبول کرنے والے اللہ کے کلام میں اور کلام نبوت میں فرق محسوس نہ کرسکیں اور قرآن کو چھوڑ کر احادیث کے مجموعوں پر ٹوٹ پڑیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فی الواقع

فاروق تھے اور جب تک روئے زمین پر امت مسلمہ موجود ہے وہ ہمیشہ فارق بین الحق والباطل رہیں گے۔ انکی نظر بصیرت نے اس خطرے کو محسوس کرلیا جو امت کو پیش آسکتا تھا اور اسی خطرے کے پیش نظر اپنے دربار خلافت کی زیرنگرانی احادیث کے مجموعے تیار کرانے کا ارادہ بدل دیا۔ اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ احادیث کو ضبط تحریر میں لانے کے حق میں نہیں تھے اگر ایسا ہوتا تو اس قدر فکر وتامل کیوں فرماتے اور صحابہ سے کیوں مشورہ فرماتے اور کامل ایک ماہ تک اس معاملے میں اللہ سے استخارہ کیوں کرتے۔

مکاتیب حضرت عمرؓ

۲۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اپنے عمال حکومت اور متعدد صحابہ کرام کو وقتاً فوقتاً مکاتیب ارسال فرمائے آپ کے یہ مکاتیب اکثر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہوتے تھے۔ شام اور عراق کے علاقوں میں اسلام سے قبل امراء اور حکام ریشمی لباس پہنا کرتے تھے حضرت عمرؓ کی دوراندیش طبعیت اور پیش بیں مزاج نے محسوس کیا کہ کہیں مسلمان اس روش کو نہ اختیار کرنے لگیں۔ اس لیے آپ نے عتبہ کو تحریر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا یلبس الحریر فی الدنیا الالم یلبس فی الآخرة منه"۔(۱)

(دنیا میں جو شخص جس قدر ریشمی لباس پہنے گا اسی قدر وہ آخرت میں محروم ہوگا)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام کی روح سے واقف اور اس کے مزاج آشنا تھے آپ کو معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے امت کے

(۱) صحیح بخاری (اللباس) ج ۴ص ۳۰۔ مسند احمد بن حنبل ج ۱ص ۳۶۔

بارے میں فقر سے اندیشہ نہیں ہے بلکہ دولت کی فراوانی سے خطرہ ہے قرآن کریم میں جابجا نعیم آخرت کی نعیم دنیا پر فضیلت اور فوقیت بیان کی گئی ہے۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اپنی زندگی سخت کوشی او جفاکشی کی زندگی تھی وہ چاہتے تھے کہ مسلمان سادگی قناعت اور سخت کوشی کی زندگی اختیار کریں اور اسلامی معاشرے کے وہ خصائص زندہ و تابندہ رہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں تھے۔ چنانچہ ابوعثمان النہدی بیان کرتے ہیں کہ ہم عتبہ بن فرقد کیساتھ آذربیجان کی مہم پر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب پہنچا۔

أما بعد فاتزروا وارتدوا وانتعلوا وقابلوا النعال وارموا بالخفاف والسراويلات وعليكم بلبس أبيكم اسمعيل وإياكم وزي العجم واخشوشنوا واقطعوا الركب وانزوا على الخيل نزواً وارموا الأغراض وان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الحرير وأشار باصبعه فما عتمنا انها الأعلام۔ (۱)

(امابعد ازار باندھو اور رداء پہنو نعال جوتے پہنو اور انکو بالمقابل کر کے پہنو خفاف اور شلوار پھینک دو اپنے باپ ابراھیم کا لباس اختیار کرو عجمی پیرہن سے احتراز کرو سخت کوشی اختیار کرو گھوڑوں کی رکاب کاٹ دو اور ان پر کود کر سواری کرو نشانہ بازی کیا کرو یاد رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی لباس سے منع فرمایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی سے ارشاد کر کے فرمایا کہ بس اتنا)۔

(۱) الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۳۳۶۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز کے بارے میں ایک مکتوب حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بھی تحریر فرمایا۔(۱)

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ ایک شخص قتل ہوگیا اور ماموں کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"اللّٰه ورسولہ مولی من لا مولی له والخال وارث من لا وارث له"۔(۲)

(جس کا کوئی مولی نہ ہو اللہ اور رسول اس کے مولی ہیں اور جس کا کوئی وارث نہ ہو (سوائے ماموں کے) تو ماموں اس کا وارث ہے)۔

حضرت عمرؓ کے فیصلے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ امور خلافت کی انجام دہی کیساتھ فیصلے بھی فرمایا کرتے تھے۔آپ کے سامنے میراث کا ایک معاملہ پیش ہوا تو آپ نے اس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق فیصلہ فرمایا۔اور اس فیصلے کی دستاویز تحریر فرمائی جس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زید بن ثابت اور ایک صاحب نے بطور گواہ دستخط کئے یہ دستاویز حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے خاندان میں محفوظ رہی عبدالملک بن مروان کے زمانے میں دوبارہ فریقین کے درمیان اختلاف پیدا ہوا اور یہ معاملہ عبدالملک بن مروان کے سامنے پیش ہوا اور اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریر

---

(۱) طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۵۹۔

(۲) مسند احمد بن حنبل ج ا ص ۲۸، سنن الدارقطنی ج ۴ ص ۵۸۔

کردہ دستاویز بھی دکھائی گئی جس پر اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو برقرار رکھا۔اس فیصلے کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے جو حسب ذیل ہے۔

عمرو بن شعیب از والد خود روایت کرتے ہیں کہ:

(رباب بن حذیفہ نے بنو معمر کی ایک خاتون ام وائل سے نکاح کیا تھا ان کے اس بیوی سے تین بیٹے ہوئے باپ کے انتقال کے بعد ماں کا بھی انتقال ہو گیا تو بیٹے اسکے مال کے وارث ہوئے۔حضرت عمرو بن العاص انہیں شام لے گئے جہاں ان تینوں کا طاعون عمواس میں انتقال ہو گیا۔چونکہ عمرو بن العاص عصبہ تھے اس لئے وہ انکے وارث ہوئے۔جب عمرو بن العاص شام سے واپس آئے تو بنو معمر نے اپنی بہن کی ولاء کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دعویٰ دائر کیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کیمطابق فیصلہ کرتا ہوں میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بیٹے اور باپ کے مال کا وارث عصبہ ہے جو بھی ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ فرما کر اس کی تحریری دستاویز لکھدی جس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زید بن ثابت اور ایک اور صاحب کی شہادت ثبت ہوئی۔ جب عبدالملک بن مروان کی خلافت کا زمانہ آیا تو اس خاتون کا ایک اور مولی مر گیا جس نے ایک ہزار دینار ترکہ چھوڑا اس خاتون کے رشتہ دار یہ معاملہ ھشام بن اسماعیل کے پاس لے گئے جبکہ ہم نے اس نزاع کو عبدالملک بن مروان کے سامنے پیش کیا۔اور اس کو حضرت عمر کی تحریر دکھائی جس پر اس نے کہا میرے نزدیک اس فیصلے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے فیصلے) میں کوئی شک نہیں ہے میں نہیں سمجھتا تھا کہ مدینہ منورہ کے لوگ اس فیصلہ میں شبہ کرینگے۔ چنانچہ اس نے حضرت عمرو بن العاص کے خاندان کے حق میں فیصلہ دیا اور پھر یہ فیصلہ اسی طرح برقرار رہا۔

غرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مقدمہ میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ فرمایا اور حدیث مبارک کو فیصلے کی اساس بناتے ہوئے اسے فیصلے کی دستاویز میں تحریر فرمایا۔ بعد میں عبدالملک بن مروان نے بھی اس فیصلہ کو برقرار رکھا اور بعدازاں بھی یہ فیصلہ اسی طرح برقرار رہا۔(۱)

رسول اکرم ﷺ کے تحریری معاہدات اور مواثیق:

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تحریری معاہدات اور مواثیق کی نقول رکھی ہوئی تھیں جو زمانۂ نبوت میں آپ کے حکم سے تحریر کی گئی تھیں۔ یہ سب دستاویزات آپ نے ایک صندوق میں رکھی ہوئی تھیں اور یہ صندوق بھرا ہوا تھا لیکن ۸۲ھ میں یوم جماجم کے موقعہ پر جب دیوان میں آگ لگی تو یہ صندوق بھی ضائع ہوگیا۔(۲)

۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

۳۰۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ختن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوھجرتین حبشہ کی طرف اہلیہ کی ساتھ سب سے پہلے ہجرت کی پھر مدینہ منورہ ہجرت فرمائی ان عظیم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں جن کو جنت کی بشارت

(۱) سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۹۱۲ ۔

(۲) الوثائق السیاسیۃ ص ۱۰۔

دی گئی ۳۵ھ میں شہید کیئے گئے۔

مسلمانوں کے نام حضرت عثمانؓ کی تحریر:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں تین اہم خطوط تحریر فرمائے ایک تمام عاملین کے نام دوسرا عمال خراج کے نام اور تیسرا عام مسلمانوں کے نام۔ عام مسلمانوں کے نام تحریر کی عام اشاعت کی گئی اس مکتوب میں آپ نے ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تحریر کی ہے اس مکتوب کا مضمون یہ ہے۔

اما بعد، اتباع اور اقتداء کے بارے میں احکام شریعت کا تمہیں بخوبی علم ہے۔ دیکھو کہیں دنیا کی خاطر تم فتنہ میں نہ پڑ جاؤ۔ تین باتیں ظہور پزیر ہونے پر اس امت میں بدعتوں کا اندیشہ ہے نعمتوں کی فراوانی، باندیوں کی اولاد کا بڑا ہونا، اور اعراب اور اعاجم کا قرآن پڑھنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عدم فہم دین کفر کا سبب بن جاتا ہے کیونکہ لوگوں کو دین کی کوئی بات جب سمجھ میں نہیں آتی تو وہ تکلف میں پڑ جاتے ہیں اور بدعت اختیار کر لیتے ہیں۔(۱)

۴۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

۳۱۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تمام زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں بسر کی آپ کے ساتھ غزوہ تبوک کے سوا تمام غزوات میں شرکت فرمائی حضور اکرم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا

---

(۱) الاصابہ ج ۲ ص ۵۰۱۔ مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۱۸۔

خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دست مبارک سے جھنڈا عطا فرمایا۔ ۴۰ھ میں شہید ہوئے آپ سے پانچ سو چھیاسی احادیث مروی ہیں۔(۱)

روایت احادیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی احتیاط:

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت ونقل حدیث میں بہت محتاط تھے یہاں تک کہ بعض اوقات آپ حدیث کی روایت کرنیوالے سے حلف بھی لیتے تھے۔ ماسوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ ان کی بیان کردہ روایت کو آپ بلا تامل قبول فرما لیتے تھے۔ چنانچہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء بن الحکم الفزاری سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ:

"میں جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بات سنتا تو اللہ جتنا چاہتا مجھے اس سے فائدہ پہنچاتا۔ اگر کوئی اور آپ کی حدیث سناتا تو میں اس سے قسم لے لیتا اور اس کی قسم پر تصدیق کر لیتا۔ مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اور حضرت ابوبکر نے سچ کہا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلم بندہ گناہ کرے پھر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے معافی طلب کرے تو اللہ اسے معاف فرما دے گا"۔

صحیفۂ حضرت علیؓ

۳۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ احادیث کا مجموعہ مرتب فرمایا تھا حضرت علیؓ کا یہ صحیفہ مشہور ہو گیا اور آپ کی حیات ہی میں

---

(۲) الاستیعاب ج ۳ ص ۱۰۲۷، تاریخ الطبری ج ۵ ص ۳۳۵۔

لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ آپ کے پاس احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تحریری مجموعہ ہے۔ بعض فتنہ جو لوگوں نے یہ بات کہنا شروع کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو کوئی خاص باتیں بتائی ہیں جو دوسروں کو نہیں بتائیں۔ چنانچہ کئی مواقع پر حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص آپ کو کچھ باتیں بتائی ہیں جو دوسروں کو نہیں بتائیں اسکے جواب میں ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خاص طور پر ایسی باتیں نہیں بتائیں جو دوسرے لوگوں کو نہ بتائی ہوں البتہ یہ مجموعہ ہے جو میری تلوار کے پر تلے میں محفوظ ہے۔

اعمش ابراهیم الیتمی سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"اللہ کی کتاب کے سوا ہمارے پاس کوئی اور کوئی کتاب نہیں ہے البتہ یہ صحیفہ ہے پھر حضرت علیؓ نے یہ صحیفہ کھول کر دکھایا۔ اس میں دیتوں سے متعلق اور اونٹ کی زکوۃ سے متعلق احادیث مذکور تھیں"۔(۱)

ایک مرتبہ ابو جحیفہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا"۔

"کیا آپ کے پاس کوئی تحریر ہے آپ نے فرمایا نہیں صرف اللہ کی کتاب ہے اور وہ فہم ہے جو کتاب اللہ کو سمجھنے کا ہر مسلمان کو عطا ہوا ہے اور یہ صحیفہ ہے۔ پوچھا کہ اس صحیفہ میں کیا ہے فرمایا دیت اور قیدی کو آزاد کرنے کے بارے میں احادیث ہیں اور یہ حدیث ہے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے"۔

(۱) صحیح بخاری ج ۴ ص ۱۱۶، فتح الباری ج ۱ ص ۲۰۴۔ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۶۰۔

ایک اور موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"قسم بخدا ہمارے پاس کوئی تحریر نہیں ہے جو ہم تمہیں پڑھ کر سنائیں سوائے اللہ کی کتاب کے اور اس صحیفہ کے راوی نے بیان کیا کہ ایک صحیفہ آپ کی تلوار کیساتھ بندھا ہوا تھا اس میں اونٹ کی زکوۃ اور زخموں کی دیتوں کے بارے میں احادیث مذکور تھیں"۔

ابو جحیفہ کے اور دوسرے لوگوں کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس سوال کا منشا یہ تھا کہ شیعان علی میں سے بعض لوگوں نے یہ باتیں لوگوں میں کہیں (۱) کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس خلافت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وصیت یا تحریر موجود ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سوال پر اس بات کا شدت اور تاکید سے بار بار انکار کیا اور اس پر قسم بھی کھائی کہ واللہ ہمارے پاس کوئی ایسی خاص تحریر نہیں ہے جس کا عام مسلمانوں کو علم نہ ہو۔ ہمارے پاس بھی وہی اللہ کی کتاب ہے جو مسلمانوں کے پاس ہے اور یہ چند احادیث اس صحیفہ میں مذکور ہیں یہ بھی مسلمانوں کے علم میں ہیں کہ یہ احادیث زکوۃ اور دیتوں کے مسائل پر مشتمل ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کرنیوالوں میں ابو جحیفہ کے علاوہ قیس بن عباد اور اشتر نخعی بھی ہیں ان دونوں کے سوال پر مبنی روایات سنن نسائی میں مذکور ہیں۔(۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ صحیفہ کثیر احادیث پر مشتمل تھا اس میں حرمت خمر

(۱) فتح الباری، باب کتابۃ العلم ج ۱ ص ۱۸۲۔

(۲) عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۶۰۔

کی احادیث۔اونٹوں کی زکوۃ زخموں کی دیات سے متعلق احادیث مکتوب تھیں ایک طویل حدیث بھی مکتوب تھی جس میں مذکور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو اپنے آپ کو اپنے والدین کے سوا کسی اور سے منسوب کرے اس میں یہ حدیث بھی تھی کہ تمام مسلمانوں کی جانیں یکساں محترم ہیں۔نیز اس صحیفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب بھی تھے۔اس میں حضرت عمرو بن حزم کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکتوب بھی تھا جس میں میراث کے احکام اور زکوۃ وغیرہ کے احکام بیان فرمائے ہیں۔(۱) یہ ایک ہی مجموعہ تھا جس میں یہ جملہ احادیث مذکور تھیں جس نے اسے دیکھا اور اس کو جو حدیث یاد رہی اس نے بعد میں وہی حدیث روایت کر دی کہ اس میں فلاں حدیث بھی تھی۔(۲)

لیکن ابو حاتم رازی کا بیان یہ ہے کہ خلاس بن عمرو بصری کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کئی صحیفے تھے۔ابن سعد کا بیان ہے کہ خلاس کثیر الحدیث تھے ان کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صحیفہ تھا۔اسی سے روایت کیا کرتے تھے۔یحییٰ بن سعید بھی کہتے ہیں کہ وہ حضرت علیؓ کی تحریر سے روایت کیا کرتے تھے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خلاس نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے اور حضرت علیؓ سے وہ ان کی تحریر سے روایت کرتے تھے۔(۳)

بہرحال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس احادیث کا تحریری صورت میں

---

(۱) فتح الباری ج۱ص۲۰۴۔

(۲) ارشاد الساری ج۱ص۲۰۴۔

(۳) تہذیب التہذیب: ج۳ص۱۵۶۔

ایک عظیم مجموعہ تھا۔ ممکن ہے بعد میں راویوں نے اس کے مختلف حصوں کو نقل کر لیا ہو اور اسی طرح کے نسخوں اور تحریروں سے خلاس بھی روایت کیا کرتے ہوں۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عاملین کے بارے میں شکایات کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے محمد کو حضرت عثمانؓ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ:

''یہ تحریر حضرت عثمانؓ کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ بعض لوگ تمہارے مقرر کردہ عاملین زکوۃ کے بارے میں شکایات کر رہے ہیں۔ زکوۃ کے احکام کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحریری حکم ہے تم ان عاملین کو حکم دو کہ اس کے مطابق عمل کریں''۔

محمد بن علی یہ خط لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے آگاہ کیا۔

غالباً زکوۃ کے بارے میں یہ وہ ہی خط ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو تحریر فرمایا تھا۔ اور بعد میں بعض مزید احکام کے ساتھ تحریر فرما کر اپنے تلوار کے ساتھ باندھ لیا تھا اور اسے جاری نہ فرمایا تھا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے اس خط کو جاری فرما دیا یہی خط حضرت عمر کے پاس رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کی اولاد کے پاس رہا اور جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اپنا فرستادہ مامور کیا کہ اس خط کی نقل اور عمرو بن حزم کے نام مکتوب کی نقل تیار کر کے لائے ان کے اس فرمان پر عمل ہوا جس سے یہ معلوم ہوا کہ سرکاری طور پر تدوین حدیث کا آغاز حضرت عمر بن

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان مکاتیب سے فرمایا اور اس کام کی بنیاد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائم فرمائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضبط تحریر میں لانے کا خاص اشتیاق رکھتے تھے آپ علم حدیث کے طالبین کو احادیث کے لکھنے کی بطور خاص تاکید کرتے اور اکثر فرمایا کرتے:

''علم حدیث کو لکھ لیا کرو''۔

بسا اوقات حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے:

''کون ہے جو ہم سے ایک درہم میں علم حدیث خریدے''۔

ابوخیثمہ کہتے ہیں کہ اس جملے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہوتی تھی کہ ایک درہم کا کاغذ خرید کر ہماری بیان کردہ حدیثیں اس میں لکھ لو۔ چنانچہ حارث اعور کئی درہم کے کاغذ خرید کر لائے اور حضرت علی کی روایت کردہ بہت سی احادیث تحریر کیں۔(۱)

(۱) تقیید العلم ص ۹۰۔

صحابہ کرام
جنہوں نے حدیث کے مجموعے مرتب کیئے

۵۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

۳۴۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام میں ایک اعلی اور ممتاز مقام کے حامل ہیں متعدد احادیث میں آپ کے فضائل ومناقب مذکور ہیں قرآن کریم اور حدیث نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک تبحر عالم تھے۔آپ سے سات سو احادیث مروی ہیں۔جن میں سے سات متفق علیہ ہیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہیں۔ان متفق علیہ احادیث کے علاوہ آٹھ احادیث صحیح بخاری میں اور بیس صحیح مسلم میں مذکور ہیں۔آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث لکھنے کی اجازت عطا فرمائی تھی۔چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور آپ کی اجازت سے بہت سی احادیث قلمبند فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اجازت اور اس کے تحت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے احادیث لکھنے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ احادیث کے قلمبند کرنے کے جواز اور اس عمل کے مستحسن ہونے پر متفق ہوگئے۔

صحیفۂ صادقہ

۳۴۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ(۱) نے حدیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا جس کا نام آپ نے صحیفہ صادقہ رکھا تھا چنانچہ خود آپ کا بیان ہے کہ:

''میں جو کچھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا وہ لکھ لیا کرتا تھا قریش کے بعض حضرات نے مجھے منع کیا ان کا کہنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں کسی وقت آپ راضی ہوتے ہیں اور کسی وقت ناراض تم ان کی تمام باتیں کیسے لکھ سکتے ہو۔ چنانچہ میں نے لکھنا بند کر دیا۔ ازاں بعد میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا لکھا کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے مجھ سے کوئی بات خلاف حق صادر نہیں ہوسکتی''۔(۲)

اس امر کی تائید کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھا کرتے اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

''صحابہ کرام کی جماعت میں مجھ سے زیادہ کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا جاننے والا نہ تھا سوائے اس کے کہ عبداللہ نے عمرو ہاتھ سے لکھتے تھے اور قلب میں محفوظ رکھتے تھے۔اور میں صرف دل میں محفوظ رکھتا تھا اور لکھتا نہ تھا۔عبداللہ بن عمرو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۱) الاصابہ ج۲ص۳۰۱۔

(۲) سنن الدارمی ج۱ص۱۲۰، مسند احمد بن حنبل ج۲ص۱۹۲-۱۶۲۔

لکھنے کی اجازت طلب کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت عطا فرمادی تھی''۔(۱)

ایک اور موقع پر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے وہ لکھ لیا کرتے تھے''۔(۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ نہ صرف وہ خود بلکہ دیگر صحابہ کرام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں لکھا کرتے تھے۔

ابن سعد نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ:

''میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص کے پاس ایک مجموعہ دیکھ کر اس کے بارے میں ان سے دریافت کیا انھوں نے فرمایا یہ مجموعہ الصادقہ ہے۔ یہ وہ احادیث ہیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سنیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور میرے درمیان اور کوئی نہ تھا''۔(۳)

یہ مجموعہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے خود لکھا تھا چنانچہ خود اس بات کی تصریح کی اور فرمایا کہ:

''زندگی میں مجھے دو باتوں کے سوا کوئی شئے مرغوب نہیں ہے۔ یہ دو باتیں ہیں الصادقہ اور الوھطہ۔ صادقہ ان احادیث کا مجموعہ ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر لکھی ہیں اور الوھطہ زمین ہے جو میرے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

(۲) مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۰۲۔ فتح الباری ج ۱ ص ۲۰۳۔ التراتیب الادار یہ ج ۲ ص ۲۴۶۔

(۳) سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۸۷۔

(۴) التراتیب الادار یہ ج ۲ ص ۲۴۶۔

نے صدقہ کردی تھی اور میں اس کی دیکھ بھال کرتا ہوں‘‘۔(۱)

۳۵۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مرتب کردہ مجموعہ احادیث الصادقہ تاریخ کتابت وتدوین حدیث میں ایک عظیم الشان اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس سے صرف یہی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ احادیث لکھا کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے یہ احادیث خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اور آپ سے سنکر آپ کے سامنے لکھی تھیں۔اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص آپ کو احادیث کے قلمبند کرنے کا حکم فرمایا تھا۔غالباًاس کی وجہ یہ ہوگی کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص لکھنے پڑھنے میں ماہر تھے وہ عربی کے علاوہ سریانی زبان بھی لکھتے تھے اور تحریر میں ان کی مہارت اس قدر قابل اعتماد تھی کہ یہ اندیشہ ہی نہ تھا کہ وہ کہیں کوئی لفظ غلط یا موہوم لکھدیں گے۔ بنا بریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص انکواحادیث کے لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور اجازت کی روشنی میں براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر احادیث تحریر کیں۔اور اس مجموعہ احادیث کا نام الصادقہ رکھا۔

عمرو بن شعیب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے پوتے ہیں ظن غالب ہے کہ وہ بیشتر اوقات اپنے جد محترم کے مجموعہ احادیث الصادقہ سے روایت کرتے ہیں۔اور آپ کبھی اپنے تلامیذ کو اس مجموعہ میں سے احادیث پڑھ کر سناتے اور کبھی زبانی روایت کرتے۔بعض کتب روایات میں صحیفہ عمرو بن شعیب کے الفاظ بھی آتے

(۱) سنن الدارمی (باب من رخص فی کتابۃ العلم) ج ۱ ص ۱۲۷۔

ہیں اغلباً اس سے مراد بھی الصادقہ ہی ہے۔(۱)

مجاہد بن جبر بہت بڑے تابعی تھے انہوں نے خود حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے پاس ان کے مجموعہ احادیث الصادقہ کی زیارت کی تھی۔(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو اس مجموعہ کی بہت حفاظت فرماتے تھے اور نہایت احتیاط اور اہتمام سے رکھتے تھے۔مجاہد کو بھی انکے پاس اس مجموعہ کے دیکھنے کا موقعہ ملا تھا۔خود عبداللہ بن عمرو اکثر کہا کرتے تھے کہ:

''یہ مجموعہ حدیث۔الصادقہ۔ایسی احادیث پر مشتمل ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر اس طرح تحریر کی ہیں کہ میرے اور آپ کے درمیان اور کوئی نہ تھا۔اب صورت یہ ہے کہ اگر یہ مجموعہ اور اللہ کی کتاب اور وھط زمین موجود ہیں تو مجھے پرواہ نہیں کہ دنیا کا کیا حال ہوتا ہے''۔(۳)

احادیث کے دیگر مجموعے:

۳۶۔متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس الصادقہ کے علاوہ بھی احادیث کے مجموعے تھے جہاں تک اس مجموعہ الصادقہ کا تعلق ہے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس سے خاص قلبی تعلق تھا اس تعلق خاص ہی کے سبب وہ اس کو بہت اہتمام اور حفاظت سے رکھتے اور کسی کو دکھانا ہوتا تو احتیاط وتامل برتتے اور جیسا کہ بیان ہوا اس اہمیت اور قدر

(۱)علوم الحدیث ومصطلحہ ص ۲۲۔۲۸،۲۹۔

(۲)التراتیب الادراریہ ج ۲ ص ۲۴۶۔

(۳)تقیید العلم ص ۸۴،سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۸۹۔

وقیمت کی وجہ خود بقول انکے یہ تھی کہ انھوں نے یہ احادیث بطور خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر اور آپ کی اجازت سے لکھی تھیں اور اس طرح سنکر لکھی تھیں کہ آپ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور کوئی دوسرا نہیں تھا۔ اس الصادقہ کے علاوہ آپ کے پاس جو احادیث کے مجموعے تھے۔ وہ جب طالبان علم ان کے پاس آتے تو وہ ان کے سامنے رکھدیتے۔ اوران سے کہتے کہ یہ احادیث میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھی ہیں۔ ایک مجموعہ میں ابوراشد حبرانی نے یہ حدیث لکھی ہوئی دیکھی کہ:

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے ایسے کلمات سکھلا دیجئے جو میں صبح وشام پڑھ لیا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر یہ کلمات پڑھا کرو" اللهم فاطر السماوت والأرض رب كل شيء ومليكه أعوذبك من شر نفسي ومن شرا لشيطان وشركه وان اقترف على نفسي شيئًااواجره الى مسلم"۔ (۱)

غرض اس میں شبہ نہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس الصادقہ کے علاوہ بھی احادیث کے مجموعے تھے جب مشتاقان علم آتے تو وہ بلا تامل یہ مجموعے ان کے سامنے رکھ دیتے اور خود بھی بعض اوقات اپنے حافظہ سے ان مجموعوں میں مدون احادیث کو بیان کرتے اور کبھی طالبان علم کو پڑھ کر سناتے۔

۳۷۔ حاکم نے مستدرک میں روایت نقل کی ہے کہ ابن زیاد اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بارے میں جس میں حوض کوثر کا ذکر ہے اہل علم

---

(۱) مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۱۹۶۔ تحفۃ الاحوذی (المقدمہ) ج ۱ ص ۳۸۔

سے سوال کیا کرتا تھا۔ اسے اس حدیث کی صحت کے بارے میں تامل تھا چنانچہ اس نے حضرت ابوہریرہ اسلمی حضرت براء بن عائذ اور عامر بن عمرو رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا مگر تسلی نہیں ہوئی حضرت ابوسبرہ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ:

''میں تمہیں ایسی حدیث سنا دیتا ہوں جس سے تمہاری تسلی ہو جائے گی۔ دیکھو یہ حدیث میں نے عبداللہ بن عمرو سے سنی تھی اور اسے اپنے پاس لکھ لیا تھا۔ چنانچہ ابن زیاد نے ان سے یہ تحریر لے لی اور اعتراف کیا کہ فی الواقع حوض کوثر سے متعلق حدیث برحق اور صحیح ہے۔

اب ہم حاکم کی ذکر کردہ روایت یہاں مفصل نقل کرتے ہیں۔

''عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ سبرۃ بن سلمہ ھذلی نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے سنا کہ ابن زیاد حوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتا ہے۔ اس نے ابوھریرہ اسلمی براء بن عازب اور عائذ بن عمرو سے دریافت کیا اور کہنے لگا کہ مجھے ان پر یقین نہیں ہے۔ اس پر ابوسبرہ نے کہا کہ کیا میں تمہیں ایسی حدیث نہ سنادوں جس سے تمہاری تشفی ہو جائے تمہارے باپ نے مجھے کچھ مال دے کر معاویہؓ کے پاس بھیجا تھا وہاں میری ملاقات عبداللہ بن عمروؓ سے ہوئی۔ انھوں نے خود مجھے یہ حدیث سنائی اور اسے سن کر میں نے اپنے قلم سے لکھ لی۔ یہ حدیث انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں نے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فحش کام کرنے والے اور فحش بات کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ قسم ہے

اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک فحش اور تفحش اور قطع رحمی عام نہ ہوجائے لوگ پڑوسی کے ساتھ برا سلوک کرنے لگیں۔ امانت میں خیانت کرنے لگیں اور خائن پر بھروسہ کیا جانے لگے۔ مومن کی مثال شہد کی مکھی جیسی ہے کھاتی بھی طیب ہے اور نکالتی بھی طیب ہے۔ نہ خراب ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے۔ اور عبد مومن کی مثال سونے کے ٹکڑے کی ہے جسے آگ میں تپالیا جائے تو وہ کندن بن جاتا ہے اور اس کا وزن بھی کم نہیں ہوتا۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہاری مجھ سے ملاقات کی جگہ حوض ہے جس کا طول وعرض برابر ہوگا اور وہ اتنا ہوگا جتنا ایلہ سے مکہ۔ یعنی ایک ماہ کی مسافت اس پر ستاروں کی مانند کوزے رکھے ہوئے ہوں گے اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہوگا جو وہاں پہنچے گا اور وہ پانی پئے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہ حدیث سنکر ابن زیاد نے کہا کہ مجھے پہلے کسی نے ایسی حدیث نہیں سنائی میں گواہی دیتا ہوں کہ حوض برحق اور صحیح ہے۔ پھر اس نے وہ تحریر لے لی جو ابو سبرہ لائے تھے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صندوق تھا جس میں کڑے لگے ہوئے تھے اور اس میں آپ احادیث کے مجموعے رکھتے تھے چنانچہ روایت ہے کہ کچھ حضرات آپ کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ کون سا شہر پہلے فتح ہوگا قسطنطنیہ یا رومیہ۔ اس پر انھوں نے یہ صندوق منگوالیا اور اس میں سے ایک کتاب نکالی بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ اور آپ صلی

(۱) المستدرک ج ۱ ص ۷۶۔

اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں لکھ رہے تھے کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا شہر پہلے فتح ہوگا قسطنطنیہ یا رومیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھرقل کا شہر پہلے فتح ہوگا۔(۲)

۶۔حضرت ابو ہریرہؓ

۳۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبدالرحمٰن اور کنیت ابوھریرہ رکھی تھی فتح خیبر کے سال ۸۰ھ) میں اسلام لائے اور معرکہ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت فرمائی۔ پھر آنحضرت کی رحلت تک سفر وحضر میں ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سنتے اور انہیں یاد کرتے بس یہی شب و روز کا مشغلہ تھا۔صحابہ کرام میں آپ کی مرویات کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ مسند بقی بن مخلد میں آپ سے تقریباً پانچ ہزار تین سو احادیث مروی ہیں۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہ سے روایت کرنے والے صحابہ اور تابعین راویوں کی تعداد آٹھ سو ہے۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو حفظ حدیث میں اپنے دور میں سب پر تفوق اور کمال حاصل تھا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں وھب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے اپنے بھائی ھمام بن منبہ سے جو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے تلمیذ خاص تھے روایت کیا کہ انھوں حضرت ابوھریرہ کو فرماتے سنا کہ

”صحابہ کرام کی جماعت میں کوئی مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۷۶۔

کی احادیث کا حافظ وناقل نہ تھا سوائے اس کے عبداللہ بن عمرو لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا"۔

حاکم کا بیان ہے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث کے سب سے زیادہ حافظ تھے اس لیے کہ وہ مستقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے اور ماسوااس کے کہ لقمہ دولقمہ کھانے کومل جائے انہیں دنیا سے کوئی سروکار نہ تھاان کا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہوتا اور جہاں آپ جاتے وہاں جاتے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مستقل رہنے اور ہر وقت احادیث یاد کرنے میں لگے رہنے کی بناء پر آپ کی مرویات کی تعداد زیادہ ہے۔ ۵۹ھ میں انتقال کیا۔ (۱)

حب رسول اللہ ﷺ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیحد محبت تھی جب بھی آپ کا ذکر فرماتے تو کہتے کہ میرے خلیل ابوالقاسم نے فرمایا کبھی فرماتے کہ میرے محبوب نے فرمایا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھ لیتا ہوں تو چین آجاتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور اگر کچھ وقت آپ کو نہ دیکھوں تو طبیعت بے چین رہتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ایک مرتبہ حدیث سنا رہے تھے فرمانے لگے کہ میرے محبوب ابوالقاسم نے فرمایا یہ کہہ کر شدت گریہ سے مغلوب ہو گئے۔ پھر دوبارہ کہا پھر یہی کیفیت ہوئی بمشکل حدیث مکمل فرما سکے۔ (۲)

(۱) الاصابہ ج ۴ ص ۲۰۲، الاستیعاب ج ۲ ص ۲۰۲۔

(۲) سیر اعلام النبلاء: ۲/۴۴۰)۔

۳۹۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ حصول علم کے بے انتہا شائق تھے اسلام لانے کے فوراً بعد سے طلب حدیث اور حفظ حدیث میں شب و روز کے لیے منہمک ہو گئے نہ کوئی کاروبار کیا نہ کھیتی باڑی اور نہ کوئی دنیا کی مصروفیات اپنائی۔ چار سال مستقل اور ہمہ وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ گزارے آپ کے اعمال وعادات کا مشاہدہ کرتے اور آپ کے فرمودات سنتے اور انہیں حرز جان بناتے رات کے تین حصے کر لیتے ایک تہائی نماز ایک تہائی آرام اور ایک تہائی حفظ حدیث کے لیے وقف تھا۔(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتے یارسول اللہ مجھے وہ علم سکھا دیجئے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے غرض کوئی لمحہ حفظ حدیث سے فارغ نہ تھا۔ جو اور جیسا پیٹ بھرنے کے لیے ملا اسی پر گزارا کر لیا اور اس پیٹ بھر کھانا ملجانے کے سوا دنیا کی کوئی فکر دامن گیر نہ تھی۔ کبھی کھانے کو میسر نہ آتا اور بھوک کی شدت سے بے حال ہو کر منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے درمیان پڑے رہتے۔ مسجد نبوی میں صفہ ٹھکانا تھا دن رات یہیں رہتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتے دم تک احادیث یاد کرنا مشغلہ رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا التفات بھی بے کراں تھا۔ اور حضور آپ کے طلب علم کے شغف کو دیکھ کر بے حد خوش ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روز قیامت کون خوش بخت آپ کی شفاعت کا حق دار ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوھریرہ تمہارے علم حدیث کے شغف کو دیکھتے ہوئے میں پہلے ہی جان چکا تھا کہ اس حدیث کے بارے

(۱) سنن الدارمی ج ا ص ۱۸۶۔

میں سب سے پہلے تم ہی دریافت کرو گے۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو فرمودات نبوت سنتے وہ آپ کو ایسے حفظ ہو جاتے کہ پھر کبھی نہ بھولتے اور اس کمال حفظ کی وجہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے حق میں دعا تھی چنانچہ روایت ہے کہ ایک موقعہ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

"یا رسول اللہ میں آپ کی بہت سی احادیث سنتا ہوں جو کبھی بھول جاتا ہوں فرمایا اپنی چادر بچھاؤ میں نے چادر بچھادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا پھر فرمایا کہ اسے اپنے سینے سے لگالو میں نے چادر سمیٹی اور سینے سے لگالی۔اوراس کے بعد میں کبھی آپ کی کوئی بات نہیں بھولا"۔(۲)

حضرت زید بن ثابت کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اور ابوھریرہؓ اور ایک اور صحابی مسجد میں دعا اور ذکر میں مشغول تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرات صحابہ خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عمل میں مشغول تھے اسی میں مشغول رہو۔ میں نے اور ان دوسرے ساتھی نے دعا مانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہتے رہے۔ بعد میں ابوھریرہؓ نے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے وہ بھی عطا فرما جو ان ساتھیوں نے مانگا ہے اور مجھے ایسا علم عطا فرما جو میں کبھی نہ بھولوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا۔اس پر ہم دونوں نے کہا ہم بھی اللہ سے ایسا علم مانگتے ہیں جو ہم کبھی نہ بھولیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے دوسی ساتھی تم پر سبقت لے گئے۔(۳)

(۱) صحیح بخاری ج ا ص ۳۰۔(۲) صحیح بخاری ج ا ص ۳۴۔(۳) سیر علام النبلاء: ۲: ۴۴۳۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا حدیث سے شغف اور بکثرت احادیث روایت کرنا متعارف تھا اور کہا کرتے تھے احادیث کا جس قدر روافر ذخیرہ ابوھریرہؓ کے پاس ہے اتنا دیگر مہاجر وانصار صحابہ کے پاس نہیں ہے۔ خود حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابوھریرہؓ کثرت سے روایت حدیث کرتے ہیں جبکہ مہاجر وانصار صحابہ اس قدر کثرت سے روایت نہیں کرتے۔ میں بتاتا ہوں ھمارے انصار بھائی اپنی زمینوں کی کھیتی باڑی میں مصروف تھے اور ھمارے مہاجر بھائی تجارت میں مصروف تھے جبکہ میں مستقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا اور پیٹ بھر کھانا ملجانے کے علاوہ کوئی اور مصروفیت نہیں تھی۔ چنانچہ جب یہ صحابہ غیر موجود ہرتے میں موجود ہوتا اور جب وہ بھول جاتے میں یاد رکھتا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کون اپنی چادر پھیلاتا ہے اور مجھ سے میری احادیث لے کے اور اپنے سینے سے لگالے کہ اس کے بعد وہ کبھی نہ بھولے گا۔ میں نے اپنے چادر کھولدی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث سے فارغ ہوئے۔ تو میں نے چادر سمیٹ کر اپنے سینہ سے لگالی۔ اس کے بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔ اگر وہ دو آیتیں نہ ہوتیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل فرمائی ہیں میں کبھی احادیث بیان نہ کرتا وہ آیتیں ہیں ﴿ان الذین یکتمون ماانزلنا من البینات والھدی آہ﴾۔(۱)

(۱) صحیح مسلم

غرض حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ حافظ حدیث تھے او ر کثرت سے احادیث روایت کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام کثرت سے آپ کے پاس جاتے اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنتے۔ بعض اوقات دن اور وقت متعین کرلیا جاتا اور کثرت سے حدیث رسول سنتے چنانچہ مکحول کا بیان ہے کہ:

''ایک شب وقت مقررہ پر بکثرت اصحاب حضرت معاویہ کے ایک خیمہ میں جمع ہو گئے حضرت ابوھریرہؓ کھڑے ہوئے اور احادیث سنانی شروع کیں تو صبح ہوگئی''۔(۱)

اکثر وبیشتر حضرت ابوھریرہؓ دن اور وقت مقرر فرماتے پھر اس دن لوگوں کے مجمع میں احادیث سناتے (۲)

کتابت حدیث:

۴۰۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے بعض تلامیذ ان سے احادیث سنکر لکھ لیا کرتے تھے۔ اس طرح حضرت ابوھریرہ کی املاء کرائی ہوئی احادیث کے کئی مجموعے تیار ہو گئے تھے۔ یہ مجموعے صحیفہ ھمام بن منبہ کے علاوہ تھے۔ جس کا ذکر آگے آرہا ہے آخر عمر میں حضرت ابوھریرہؓ نے احادیث لکھوانے کا زیادہ اہتمام کیا حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ احادیث کے ان مجموعوں کی حفاظت فرماتے اور انہیں اہتمام سے رکھتے تھے۔ چنانچہ فضل بن حسن بن عمرو بن امیہ الضمری اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا ہے کہ:

---

(۲) سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۴۳۲۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۱۰۔

(۳) الجامع الاخلاق الراوی۔

''میں نے حضرت ابوھریرہ کے سامنے ایک حدیث بیان کی۔ آپ نے اس روایت کورد کیا میں نے کہا کہ یہ میں نے آپ سے سنی ہے۔ کہنے لگے اگر تم نے مجھ سے سنی ہے تو میرے پاس لکھی ہوئی ہوگی۔ وہ میرا ہاتھ تھام کر اپنے گھر لے گئے اور متعدد احادیث کی متعدد کتابیں مجھے دکھائیں اور وہ حدیث بھی ان کتابوں میں مل گئی۔ فرمایا کہ میں نے کہا تھا اگر میں نے تم سے یہ حدیث بیان کی ہے تو یہ ضرور میرے پاس لکھی ہوئی ہوگی''۔

بشیر بن نہیک تابعی ہیں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ اور انھوں نے ان سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ اور وہ ان سے سنی ہوئی احادیث لکھا کرتے تھے۔ ان کے پاس احادیث کا لکھا ہوا مجموعہ تھا۔ اور انھوں نے اس مجموعہ کی احادیث روایت کرنے کی حضرت ابوھریرہ سے اجازت لی تھی ان کا بیان ہے کہ

''میں نے حضرت ابوھریرہ سے سنی ہوئی احادیث لکھ لی تھیں۔ میں یہ کتاب لیکر ان کے پاس آیا اور انہیں پڑھکر سنائیں۔ اور ان سے کہا کہ یہ احادیث میں نے آپ سے سنی ہیں انھوں نے کہا ہاں''۔ (۱)

یہی حال سعید المقبری کا ہے انھوں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی احادیث ایک مجموعہ میں مرتب کیں اور وہ اس مجموعہ سے احادیث روایت کیا کرتے تھے۔ بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ سعید المقبری کے مجموعے میں تمام کی تمام حضرت ابوھریرہ کی مرویات تھیں۔ لیکن ان میں سے بعض احادیث ایسی تھی۔ جو

(۱) الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۲۷۵ جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱ ص ۸۷۔ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۴۱۳ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۳۔

سعید نے براہ راست حضرت ابوھریرہؓ کی مرویات تھیں لیکن ان میں سے بعض احادیث ایسی تھیں جو ان کے والد نے حضرت ابوھریرہ سے روایت کی تھیں اور سعید نے اپنے والد سے سنی تھیں اور کچھ ایسی بھی تھیں جو سعید نے کسی اور شخص سے سنی تھیں۔ اور اس شخص نے حضرت ابوھریرہؓ سے روایت کی تھیں آخری عمر میں سعید کو ان مرویات میں اختلاط پیدا ہو گیا تھا اور وہ تمام احادیث اس طرح سنانے لگے تھے جیسے انھوں نے سب حضرت ابوھریرہؓ سے سنی ہیں۔ یعنی یہ وضاحت نہیں کرتے تھے کہ فلاں حدیث میں نے حضرت ابوھریرہؓ سے براہ راست سنی ہے اور فلاں مجھے میرے والد یا کسی اور شخص کے توسط سے پہنچی ہے ابن حجر یہ واقعہ نقل کر کے لکھتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے اس لئے کہ سعید المقبری کا مرتب کردہ مجموعہ بذات خود صحیح تھا۔ (۱)

عبدالعزیز بن مروان نے بھی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ (۲) اور جس زمانے میں عبدالعزیز بن مروان مصر کا حاکم تھا اس نے کثیر بن مرۃ حضرمی کو جو تابعی تھے لکھا تھا کہ وہ اس کے لیے وہ احادیث جمع کر کے ایک مجموعہ مرتب کر دیں جو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ کیونکہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کا مجموعہ اس کے پاس پہلے سے موجود تھا۔ (۳)

اعمش نے ایک ہزار احادیث لکھی تھیں جو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے

---

(۱) تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۰۴۔

(۲) المستدرک ج ۳ ص ۵۰۹، البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۰۹۔

(۳) جامع بیان العلم وفضلہ ج ا ص ۸۹۔ تاریخ التراث العربی ج ا ص ۲۲۴۔

ابوصالح سمان نے روایت کی تھیں۔(۱)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے حفظ حدیث کا امتحان:

مروان بن الحکم کے کاتب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مروان نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور مجھے اس طرح پس پردہ بٹھادیا کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کو علم نہ ہو کہ میں یہاں بیٹھا ہوں۔ مروان نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث سنانے کی درخواست کی وہ سناتے جاتے تھا اور میں لکھتا جاتا تھا۔ اس طرح ایک مجموعہ تیار ہو گیا۔ ایک سال گزرنے کے بعد مروان نے حضرت ابوھریرہ کو پھر بلوایا اور ان سے وہی احادیث دریافت کرنا شروع کیں جو اس مجموعے میں تھیں۔ حضرت ابوھریرہ نے پھر ان احادیث کو اسی طرح سنادیا اور ایک حرف کی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دور میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔(۲)

عبداللہ بن ھبیرۃ تمیم جیشانی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن ھرمز نے مدینہ منورہ سے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ یہ حدیث لکھ کرارسال کی کہ:

> ”جو شخص جنازہ کے ساتھ چلا اور کاندھا دیا اور پھر قبر میں مٹی ڈالی اور قبر کے پاس کچھ وقت بیٹھا رہا وہ دو قیراط اجر لیکر واپس آیا ہر ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔(۳)

---

(۱) البدایۃ والنہایۃ ۸۔ص ۱۰۹۔

(۲) البدایۃ والنہایۃ ۸۔۱۰۲۔

(۳) مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۵۳۱۔

محمد بن سیرین کے پاس حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کا ایک تحریری مجموعہ تھا جیسا کہ علی بن المدینی کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین کے بیٹوں میں سے کوئی میرے پاس محمد بن سیرین کی کتاب لایا جس میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث تھیں۔

ان تمام روایات و واقعات سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہوگئی کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ ان سے سنی ہوئی احادیث کو قلمبند کیا کرتے تھے اور اس طرح حضرت ابوھریرہ کی مرویات کے متعدد مجموعے تیار ہو گئے تھے بلکہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ املاء کراتے اور خود اپنے تلامذہ کو احادیث لکھواتے تھے اور صحیح بخاری کی حدیث میں حضرت ابوھریرہ کے جو الفاظ آتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا تو اس میں اور حضرت ابوھریرہ کے اپنے تلامیذ کو لکھوانے میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ اس لئے کہ صحیح بخاری میں حضرت ابوھریرہؓ کے خود نہ لکھنے کا ذکر ہے املاء کر کے لکھوانے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابوھریرہ نے بعد میں خود لکھنا سیکھ لیا ہو کہ آپ کے شب و روز کے اشتغال علمی سے یہ بات بعید نہیں ہے۔ بہرحال احادیث کے جو مجموعے حضرت ابوھریرہ کے پاس تھے وہ انکی مرویات کے وہ مجموعے تھے جو ان کے تلامذہ نے لکھے تھے۔(۱)

الصحیفۃ الصحیحۃ:

۴۱۔ ھمام بن منبہ تابعی تھے اور یمن کے رہنے والے تھے۔ خود حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی تعلق یمن سے تھا۔ ھمام مدینہ منورہ پہنچے تو حصول علم کے لیے

(۱) فتح الباری ج۱ ص ۲۰، علوم الحدیث و مصطلحہ ص ۳۱۔

اپنے ہم وطن حضرت ابوھریرہ کی جانب رجوع کیا۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس نوجوان ہم وطن کے لیے رسول اللہ علیہ وسلم کی ڈیڑھ سواحادیث کا انتخاب کیا جوزیادہ تر تربیت اخلاق سے متعلق ہیں۔اور حدیثوں کے ایک مجموعے کی صورت میں ھمام کواملاء کرایا اصلاً یہ حضرت ابوھریرہؓ کی تالیف ہے جوانھوں نے ھمام بن منبہ کے لیے مرتب کی ہے۔لیکن ھمام سے منسوب ہوکراس کا نام صحیفہ ھمام بن منبہ ہوگیا۔ بعض مقامات پراس کا نام الصحیفۃ الصحیحۃ بھی آیا ہے جوزیادہ قرین قیاس ہے۔اس لیے کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کواصحاب رسول میں اگرکسی کے علم حدیث پر رشک تھا۔تو وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں اوران کے مجموعے کا نام الصحیفۃ الصادقۃ تھا۔

ھمام بن منبہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت معاویہ عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر عبداللہ بن زبیر سے بھی احادیث سنیں اورخودان سے ان کے بھائی وھب بن منبہ ان کے بھتیجے عقیل بن معقل بن منبہ علی بن الحسن اور معمر بن راشد نے احادیث روایت کی ہیں۔

ھمام بن منبہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے صرف علم حدیث ہی حاصل نہیں کیا بلکہ ان کے علمی مذاق کا بھی وافر حصہ پایا۔ چنانچہ ھمام بھی تمام عمر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سیکھنے سکھلانے میں لگے رہے۔اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے حاصل ہونے والے اس صحیفہ (مجموعہ حدیث) کی تعلیم وتدریس میں مصروف رہے۔انہیں ایک لائق شاگرد میسر آئے جن کا نام تھا معمر بن راشد وہ بھی یمنی تھے۔

انہوں نے بہت توجہ اور اہتمام سے اس صحیفہ کی تدریس وتعلیم کا فریضہ ادا کیا اور بالآخر انہیں بھی ان کے ایک ہم وطن عبدالرزاق بن ھمام مل گئے۔ جنہوں نے اس مجموعے کی تدریس وحفاظت کا کام سنبھالا۔

معمر بن راشد نے نہ صرف اپنے استاد ھمام سے ملنے والے مجموعہ حدیث الصحیفۃ الصحیحۃ کو بغیر کسی ردوبدل کے اپنے شاگردوں کو پہنچایا بلکہ خود بھی ایک مجموعہ احادیث مدون کیا۔ جس کا نام انھوں نے الجامع رکھا اس میں انھوں نے وہ تمام احادیث جمع کی تھیں جو مختلف اساتذہ سے سنی تھیں۔ یہ کتاب بھی خطی صورت میں مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہے ترکی کے عالم فوادسنیر گیں نے اس کتاب کا عالمانہ تعارف کرایا ہے۔

عبدالرزاق بن ھمام نے بھی حدیث رسول کی جمع وتدوین کا کام کیا اور جو مصنف عبدالرزاق کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔

غرض حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ان کے تلمیذ خاص ھمام بن منبہ ان کے شاگرد معمر بن راشد اور ان کے شاگرد عبدالرزاق حفظ حدیث اور کتابت وتدوین حدیث کا سلسلۃ الذھب ہیں اور اس فرمان نبوت الایمان یمان (ایمان یمن والوں میں ہے) کی عملی تعبیر ہیں۔

ازاں بعد فن حدیث کے امام حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ عبدالرزاق بن ھمام کے شاگرد ہیں اور حضرت ابوھریرہؓ کی جملہ مرویات مسند احمد بن حنبل میں موجود ہیں۔(۱) جو اس صحیفہ ھمام بن منبہ میں مذکور ہیں اور اس صحیفہ میں

(۱) السنۃ قبل التدوین ص ۳۵۶۔ علوم الحدیث ومصطلحہ ص ۳۱۔

مذکوراحادیث میں اور مسند احمد بن حنبل میں وارداس صحیفہ کی احادیث میں ایک حرف کا بھی فرق نہیں ہے۔ جواس امر کی دلیل ہے کہ محدثین نے حفاظت حدیث کا جواہتمام فرمایا ہے وہ شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

خودامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل کے شاگرد ہیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی مسند میں اس الصحیفۃ الصحیحۃ کواسی ترتیب سے مسند ابی ہریرہ میں ضم کردیا ہے صحیح بخاری میں البتہ اس صحیفہ کی احادیث میں سے ۹۱ احادیث موضوعات کے اعتبار سے مختلف مواقع پر آئی ہیں۔غرض صحیفہ ھمام بن منبہ کی کل ۱۳۸ احادیث میں سے ۹۱ حادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آئی ہیں ۳۳ متفق علیہ ہیں۔ ۲۰ صحیح بخاری میں اور ۴۳ صحیح مسلم میں آئی ہیں۔

غرض حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی الصحیفۃ الصحیحۃ کی مرویات صحیح بخاری میں موجود ہیں ان کے استاذ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں موجود ہیں۔ان کے استاذ عبدالرزاق کی مصنف میں موجود ہیں۔ان کے استاذ معمر بن راشد کی الجامع میں موجود ہیں۔اور کہیں کوئی فرق نہیں ہے اس سے بڑا حفظ حدیث اور دور اول میں تسلسل کے ساتھ تدوین وکتابت حدیث کا اور کون سا ثبوت ہوسکتا ہے۔

صحیفہ ھمام بن منبہ یا الصحیفۃ الصحیحۃ برلن اور دمشق کے کتب خانوں میں موجود ہے۔اور عالم ومحقق ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے اس پر سے ایک عالمانہ مقدمہ تحریر کیا ہے اوراس صحیفہ کو جانفشانی اور محنت کے ساتھ محقق کرکے شائع کردیا ہے۔

اس مجموعے کا ہمارے زمانے تک موجود رہنا اوراس میں مذکوراحادیث کا صحیحین اور مسند احمد بن حنبل میں موجود ہونا اسلامی تاریخ کے طویل عرصے تک اس کی

درس وتدریس کے سلسلے کا جاری رہنا حفظ حدیث اور صحابہ کرام کے زمانے ہی میں حدیث کی کتابت وتدوین کی واضح اور ناقابل تردید دلیل ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اگر اس کے باوجود بھی کسی کو حفظ حدیث پر تسلی نہ ہو تو اس کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں عقل کا ماتم چاہیے۔

۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

۴۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے ہجرت نبوی سے تین سال قبل پیدا ہوئے۔ والدین کیساتھ فتح مکہ کے سال مدینہ منورہ فرمائی۔ ھجرت سے قبل ہی اسلام لا چکے تھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فہم دین کی دعا دی تھی بہت بڑے عالم تھے اور حبر الامۃ اور ترجمان القرآن کے القاب سے ملقب ہوئے۔

منبر پر کھڑے ہو کر سورۃ البقرہ اور آل عمران کی تلاوت فرماتے اور ایک ایک آیت کی تفسیر فرماتے جاتے تھے۔ حدیث نبوی کا تمام علم حاصل تھا۔ وسعت علم کا یہ حال تھا کہ ایک دن حدیث کا درس دیتے ایک دن فقہ کا اور ایک دن ایام عرب اور اشعار عرب پر تقریر فرماتے تھے۔

ابووائل کا بیان ہے کہ حج کے موقعہ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور سورۂ نور کی تلاوت فرما کر اس کی ایک ایک آیت کی تفسیر فرمائی۔ ان کا خطاب سن کر میں نے کہا کہ میں نے ایسا خطبہ اس سے پہلے کبھی نہیں سنا۔ یہ بیان تو اگر فارس روم اور ترکستان کے کفار بھی سنتے تو اسلام لے آتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ احادیث منقول ہیں جن میں سے ۷۵ پچھتر متفق علیہ ہیں ایک سوبیس صرف صحیح بخاری میں ہیں اور نو صحیح مسلم میں ہیں۔ ۸۲ھ میں انتقال فرمایا۔

طلب علم کا شوق:

۴۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو طلب علم کا بے انتہا شوق تھا۔ انھوں نے اپنی زندگی قرآن کریم اور حدیث نبوی کے علم کے حصول میں صرف کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ مستقل رہے۔ آپ کی وفات کے بعد صحابہ کرام سے مستقل تعلق رکھا۔ صحابہ کرام سے بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث دریافت کرتے اور انہیں لکھا کرتے بعض اوقات ایک ہی حدیث تیس صحابہ سے سنتے تھے۔ (۱)

عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد میں نے اپنے ایک انصاری ساتھی سے کہا کہ آؤ ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی احادیث کا علم حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ ابھی تو اصحاب رسول بہت ہیں ان صاحب نے کہا۔ کہ اے ابن عباس تعجب ہے کیا صحابہ کی موجودگی کے باوجود لوگوں کو تمہاری احتیاج ہوگی۔ غرض اس شخص نے یہ بات نہ مانی لیکن میں حدیث نبوی کے حصول میں لگ گیا۔ اگر مجھے پتہ چلتا کہ فلاں صحابی کوئی

حدیث جانتے ہیں تو میں دوپہر میں جا کر ان کے گھر کے دروازے سے اپنی چادر کے سہارے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتا۔ ہوا چلتی اور میرے منہ پر مٹی گرتی رہتی جب یہ صاحب باہر نکلتے تو کہتے کہ اے اللہ کے رسول کے عم زاد کیوں آئے مجھے بلا بھیجتے میں آ جاتا۔ میں کہتا کہ نہیں میرا ہی حق تھا کہ میں آپ کے پاس آتا پھر میں ان صاحب سے اللہ کے رسول کی حدیث دریافت کرتا وہ انصاری ساتھی بھی زندہ رہے۔ اور انھوں نے یہ منظر دیکھا کہ طالبان علم مجھے گھیرے ہوئے ہیں اور مجھ سے حدیث رسول دریافت کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر بولے کہ یہ نوجوان مجھ سے زیادہ سمجھدار نکلا۔ (۲)

کتابت حدیث

۴۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو علم حدیث کے حصول کا بہت شوق تھا وہ دن رات صحابہ کرام سے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کرتے رہتے۔ دوپہر گرمی کے وقت اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کے دروازے پر بیٹھ جاتے۔ ہوا چلتی تو چہرے پر مٹی بھی پڑتی۔ مگر شوق کلام نبوت کسی بات سے کم نہ ہوتا۔ بلکہ اشتیاق میں اور شدت پیدا ہو جاتی۔ ایک ایک حدیث کو تیس تیس صحابہ سے دریافت کرتے۔ جو حدیث رسول سنتے اسے یاد کرتے اور ساتھ ہی لکھتے بھی تھے۔ ان کے پاس تختیاں تھیں جہاں کہیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس ہوتی اپنی تختیاں لے جاتے اور ان پر احادیث لکھتے۔

(۱) طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۲۳۔ سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۳۳۱۔

(۲) مستدرک ج ۱ ص ۱۰۷، الاصابہ ج ۲ ص ۳۳۱۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کاتب بھی تھا۔ کبھی اسے ساتھ لے کر حضرت ابورافع کے پاس جاتے اور ان سے دریافت کرتے کہ فلاں موقعہ پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا۔ اور جو ابورافع بتاتے وہ کاتب لکھ لیتا۔ (۱)

(۱) ابن سعد نے طبقات میں روایت کیا ہے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ تختیاں لے کر آتے اور ابورافع سے حضور کے اعمال دریافت کرتے اور لکھتے۔ (۲)

(۲) شائقین علم حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس جمع رہتے اور بہت سے لوگ خط لکھ کر آپ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث دریافت کرتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے ابن ابی ملیکہ کو یہ حدیث لکھ کر بھیجی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ:

"اگر لوگوں کے محض مطالبے پر انہیں دیدیا جائے تو لوگ ایک دوسرے کی جان اور مال کا مطالبہ کریں اس لئے مدعی علیہ کو قسم دی جائے گی"۔ (۳)

(۳) ایک مرتبہ ابن ابی ملیکہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ ان کے لئے ایک کتاب لکھ دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وہ مجموعہ منگوایا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے مذکور تھے۔ آپ ان میں سے کچھ باتیں لکھ لیتے اور کچھ کو یہ کہہ کر قلم زد کر دیتے کہ یہ فیصلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نہیں ہوسکتا سوائے اس کی وہ راہ حق سے ہٹ گئے ہوں۔

(۱) الاصابہ ج ۲ ص ۳۳۲ ۔ تقیید العلم ص ۹۱۔

(۲) تاریخ التراث العربی ج ۱ ص ۲۳۴۔

(۳) مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۴۳۔

(۴) صحیح مسلم (مقدمہ) ج ۱ ص ۸۲۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو فیصلے بطور قاضی کرتے تھے لکھ لئے جاتے تھے۔اور ان فیصلوں کا کوئی مجموعہ تیار کرلیا گیا تھا جس میں خاصی تعداد میں احادیث بھی مذکور تھیں۔کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے فیصلے احادیث ہی پر مبنی ہوا کرتے تھے۔لیکن شیعوں نے اس مجموعے میں بعض غلط باتیں بھی داخل کردی تھیں۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس مجموعے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے لکھنے کا ارادہ فرمایا تو ان میں سے بعض فیصلے جو شیعوں کا الحاق تھے قلم زد کر دیتے اور باقی لکھ لیتے تھے۔روایت میں ہے کہ یہ مجموعہ لمبائی کی صورت میں لپٹا ہوا تھا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا بیشتر حصہ قلم زد کردیا اور بقدر ایک ذراع کے باقی رکھا۔امام مسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد شیعوں کے الحاقات کے بارے میں ابواسحٰق کہا کرتے تھے اللہ انہیں برباد کرے کیسا علم خراب کردیا۔بعدازاں امام نوویؒ ابواسحٰق کے اس جملے کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابواسحٰق کا مطلب یہ ہے کہ شیعوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علم اور ان کی احادیث میں بہت سی غلط اور من گھڑت باتیں شامل کردی تھیں۔اور حق کے ساتھ باطل کو ملادیا تھا۔اس حد تک کہ یہ معلوم کرنا دشوار ہوگیا کہ کون سی بات صحیح ہے اور کون سی غلط ہے۔(۱)

ابن ابی ملیکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھ کر ان سے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم معلوم کرنے کے باب میں تنہا نہیں تھے۔بلکہ اور حضرات بھی آپ سے خط وکتابت رکھتے تھے اور احادیث رسول اور مختلف علمی مسائل دریافت

(۱) مسلم بشرح نووی (مقدمہ)۔

کرتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ نجدہ نامی ایک خارجی نے آپ کو خط لکھا اور آپ سے پانچ باتیں دریافت کیں کہ کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں عورتیں بھی شریک ہوا کرتی تھیں۔ تو کیا انہیں مال غنیمت میں حصہ ملا کرتا تھا۔ کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو قتل کیا کرتے تھے؟ یتیم کا زمانۂ یتیمی کب ختم ہوتا ہے؟ اور خمس میں کن لوگوں کا حصہ ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ:

تم نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شرکت کرتی تھیں۔ جی ہاں عورتیں شرکت کرتی تھیں وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور غنیمت میں سے انہیں بھی دیا جاتا تھا۔ لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ ان کا حصہ مقرر نہیں فرمایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بچوں کو قتل نہیں کیا۔ تم نے پوچھا ہے کہ یتیم کا زمانہ یتیمی کب ختم ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ بعض اوقات آدمی کے داڑھی تو نکل آتی ہے لیکن وہ اپنا حق نہیں لے سکتا ہے۔ جب اس میں یہ صلاحیت پیدا ہو جائے کہ وہ اپنا حصہ اسی طرح لے سکے جس طرح لوگ لیتے ہیں تو اس کی یتیمی کا دور ختم ہوا۔ تم نے پوچھا کہ خمس کس کے لئے ہے۔ ہم یہ کہتے تھے کہ خمس ہمارا ہے لیکن ہماری قوم نے اس کو قبول نہیں کیا۔

یہ شخص جس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تھا نجدہ بن عامر تھا اور یہ خارجی تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اسکی خارجیت کی بنا پر اسے جواب نہیں دینا چاہتے تھے۔ لیکن چونکہ قرآن کریم میں کتمان علم پر وعید آئی ہے آپ نے اس

پر ناگواری کے باوجود اس کے خط کا جواب دیا۔ چنانچہ فرمایا کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ کہیں میرا جواب نہ دینا کتمان علم کے زمرے میں نہ آجائے تو میں اسے جواب نہ دیتا۔ امام ابوداودؒ نے اپنی سنن میں اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد تصریح کی ہے کہ نجدہ نے جو سوالات پوچھے تھے یہ ۴۰ھ کے بعد حضرت عبداللہ بن الزبیر سے متعلق پیش آنے والے واقعات کے وقت اٹھائے گئے تھے۔ (۱)

نشر واشاعت حدیث

۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نہ صرف یہ کہ علم حدیث سے محبت رکھتے تھے اور حصول حدیث کا حد درجہ شوق رکھتے تھے۔ بلکہ حدیث کی نشر واشاعت کا بھی خاص اہتمام کرتے تھے اور کتمان علم سے خائف رہا کرتے تھے جیسا کہ اوپر گزرا کہ وہ نجدہ کے خیالات اور اس کی خارجیت سے بیزار تھے مگر اس ناگواری کے باوجود یہ پسند نہیں کیا کہ اس خط کا جواب نہ دیں کہ کہیں عنداللہ یہ اقدام کتمان علم میں شمار ہو۔

حدیث سے شغف اور محبت کی بناء پر کثرت سے طالبان علم آپ کے گرد اکھٹے رہتے تھے حدیث سیکھتے اور لکھتے تھے۔ بعض تلامیذ خاص اہتمام سے آپ سے احادیث سنتے اور انہیں لکھتے رہتے تھے۔ سعید بن جبیر بھی ان میں سے ایک ہیں ان کا حال یہ تھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو احادیث سناتے وہ ان کو لکھتے رہتے۔ کاغذ ختم ہو جاتا تو ہر اس شئے پر لکھتے جس پر لکھنا ممکن ہوتا پھر جب گھر پہنچتے تو دوبارہ ان احادیث کو کاغذ (۲) پر لکھتے خود ان کا بیان ہے کہ:

---

(۱) مصدر سابق۔ (۲) سنن الدارمی ج ۱ ص ۱۲۸، جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱ ص ۲۳۴۔

''میں ایک موقعہ پر مکہ مکرمہ جاتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے ہم سفر تھا۔ وہ احادیث سناتے جاتے تھے اور میں لکھتا جاتا تھا میں کجاوہ کی لکڑی پر لکھتا رہتا تھا۔ پھر جب صبح ہوتی تو میں ان احادیث کو کاغذ پر لکھتا''۔(۱)

سعید بن جبیر کا یہ حال تھا کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنی ہوئی احادیث تختیوں پر لکھتے وہ بھر جاتیں تو چمڑے پر لکھ لیتے (۲) کہتے ہیں کہ:

''کبھی ایسا ہوتا کہ میں کاغذ لے کر ابن عباسؓ کے پاس پہنچتا احادیث لکھتے لکھتے کاغذ بھر جاتا تو میں ہتھیلی پر لکھ لیتا''۔(۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے کمال علم وفضل کی بناء پر مرجع خلائق تھے، شائقین علم حدیث کثرت سے آپ سے فیض حاصل کرتے جہاں کسی کو کوئی کتاب ملتی وہ اس پر پہلے آپ کی رائے لیتا اور پھر آپ کی رائے پر اعتماد کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ کو ایک کتاب دکھائی جو ساٹھ احادیث پر مشتمل تھی۔ یہ بھی ہوتا کہ اس کتاب کی احادیث کے بارے میں دوسرے لوگ بھی بکثرت سوالات کرتے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جواب دیتے رہتے یہاں تک کہ صاحب کتاب کو سوال کی احتیاج باقی نہ رہتی۔ چنانچہ ابن سعد نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ میمون بن مہران نے بیان کیا کہ:

''اگر تم ساٹھ حدیثوں کا ایک مجموعہ بھی لے کر ابن عباسؓ کے پاس جاؤ،

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ج۴ص ۳۲۱۔

(۲) تاریخ التراث العربی ج۱ص ۲۳۴۔

(۳) تحفۃ الاحوذی (مقدمہ) ج۱ص ۳۹۔

تا کہ ان سے ان احادیث کے بارے میں دریافت کرو تو تمہارے پوچھنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی اور دوسرے لوگ ان احادیث کے بارے میں دریافت کرلیں گے"۔(۱)

"آخر عمر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی نگاہ کمزور ہوگئی تھی۔ طائف سے کچھ طالبان حدیث آئے ان کے پاس آپ کی کتابیں تھیں وہ چاہتے تھے کہ آپ انہیں پڑھ کر سنادیں۔ مگر حضرت ابن عباسؓ کو پڑھنے میں دشواری پیش آئی۔ آپ نے فرمایا میں اس مشکل (نگاہ کی کمزوری) میں گھر گیا ہوں اب جس کے پاس میری کتاب ہوا کرے۔ وہ مجھے پڑھ کر سنا دیا کرے۔ اگر میں سن کر ان احادیث کو قبول کروں تو یہ ایسا ہی ہوگا جیسے میں نے پڑھا ہو۔ چنانچہ ان لوگوں نے آپ کو یہ کتابیں پڑھ کر سنائیں۔(۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیکھنے کے لیے دور دور سے تلامذہ آتے تھے۔ ان میں بعض ایسے بھی ہوتے جو عربی نہ جانتے اور ان کی زبان فارسی ہوتی اس وجہ سے ابو جمرہ نامی ایک شخص کو اپنا ترجمان مقرر کرلیا تھا حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے تھے اور وہ صاحب اس کا فارسی میں ترجمہ کرتے تھے۔(۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اس قدر کتابیں جمع ہوگئی تھیں کہ

---

(۱) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۲۰۔

(۲) الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۲۶۔

(۳) صحیح بخاری (ترجمۃ الحکام) ج ۲ ص ۲۴۴۔ صحیح مسلم بشرح النووی (الایمان) ج ۱ ص ۱۸۰۔

ان کی وفات کے بعد ایک اونٹ پر لادی گئیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان میں بعض کتابیں خود ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مدون کردہ ہوں اور کچھ ان کے تلامذہ کی مرتب کردہ ہوں۔ اور جس قدر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق عقیدت ومحبت تھا اس کے پیش نظر یہ بات بعید از قیاس نہیں ہوسکتی کہ ان میں سے بیشتر حدیث کے مجموعے ہوں گے چنانچہ روایت ہے کہ کریب بن ابی مسلم جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ تھے وہ ان کی کتابیں ایک اونٹ پر لادکر لائے تھے اور موسیٰ بن عقبہ کے یہاں رکھائی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے صاحبزادے علی کو جب کسی کتاب کی ضرورت پیش آتی تو وہ انکو لکھتے اور وہ اس کا ایک نسخہ تیار کرواکے انہیں بھیج دیتے تھے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی چھوڑی ہوئی یہ کتابیں ایک عرصے تک لوگوں کے درمیان متداول رہیں اور کثرت سے علماء وطلباء ان سے استفادہ کرتے رہے اور نقل درنقل کا سلسلہ دراز ہوتا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر اور حدیث کی مؤلفات میں ابن عباسؓ کی مرویات اور ان کے اقوال اور توضیحات بکثرت مذکور ہوتے ہیں۔(۲)

۸۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

۴۶۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول ﷺ میں سے ہیں اور بیعت رضوان میں شریک ہونے والوں میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انیس غزوات میں شرکت فرمائی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث

---

(۱) التراتیب الاداریہ ج ص ۲۵۴۔ الطبقات الکبریٰ ج ۵ ص ۲۲۴۔

(۲) علوم الحدیث ومصطلحہ ص ۳۰۔

معلوم کرنے اور ان کو حفظ کرنے کا بے حد اہتمام کرتے تھے۔ اس شغف اور اہتمام کا اندازہ اس روایت سے ہو سکتا ہے کہ انھوں نے ایک اونٹ خریدا اور صرف ایک حدیث سننے کے لیے شام کا ایک ماہ کا سفر کیا۔ مسجد نبوی میں درس حدیث دیتے تھے اور طالبان حدیث استفادہ کرتے تھے۔ یہ صحابہ کرام کی اس جماعت میں شامل ہیں جنھوں نے کثرت سے احادیث رسول روایت کی ہیں۔ اور جو علوم حدیث کی اصطلاح میں مکثرین کہلاتے ہیں کتب حدیث میں آپ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث منقول ہیں ان میں سے ساٹھ متفق علیہ ہیں چھبیس صرف صحیح بخاری میں آئی ہیں اور ایک سو چھبیس صرف صحیح مسلم میں منقول ہیں۔ ۷۸ھ میں انتقال فرمایا مدینہ منورہ میں انتقال فرمانے والے اصحاب میں سب سے آخری صحابی ہیں۔ (۱)

صحیفۂ جابرؓ

۴۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فقیہ تھے اور اپنے زمانے میں مدینہ منورہ میں مفتی بھی تھے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت احادیث سنیں اور ان کو روایت کیا ہے۔ صحیح مسلم میں حج سے متعلق آپ کی مرویات یکجا آئی ہیں جو منسک صغیر کہلاتی ہیں۔ یہ احادیث فقہ واحکام کے جن متنوع مسائل پر مشتمل ہیں اہل علم نے انکی توضیح وتشریح میں مستقل تالیفات کی ہیں، چنانچہ ابن المنذر کی کتاب میں سو سے زائد احکام ومسائل بیان ہوئے ہیں۔ جو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ان مرویات کی شرح میں ہیں جو صحیح مسلم میں وارد ہوئی ہیں اور منسک صغیر کہلاتی ہیں۔ (۲)

---

(۱) الاصابۃ ج ۱ ص ۲۱۳۔ سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۸۹۔ تہذیب الاسماء واللغات ج ۱ ص ۱۴۲۔

(۲) صحیح مسلم (الحج) ج ۸ ص ۱۷۰۔ التراتیب الاداریہ ج ۲ ص ۲۰۶۔

روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کا ایک مجموعہ بھی تحریر کیا تھا جس میں اس منسک صغیر کے علاوہ احادیث درج تھیں۔(۱) تابعین کی ایک بڑی جماعت حدیث کے علم کے لیے آپ کے پاس آیا کرتی تھی۔ روایت ہے کہ لیث مکہ مکرمہ آئے تو ابوالزبیر سے ملاقات کی۔ ابوالزبیر نے انہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دو کتابیں دیں۔ خود لیث کا بیان ہے کہ:

''میں مکہ مکرمہ آیا تو ابوالزبیر سے ملاقات کی انھوں نے مجھے (جابر بن عبداللہؓ) کی دو کتابیں دیں۔ میں نے ان کو دیکھا تو یہ ارادہ کیا کہ میں ابوالزبیر سے یہ دریافت کروں کہ کیا انھوں نے ان مجموعوں میں مذکور تمام احادیث جابر سے سنی بھی ہیں۔ چنانچہ میں دوبارہ ان کے پاس آیا اور ان سے یہ بات پوچھی انھوں نے بتایا کہ کچھ ان میں سے سنی ہیں اور کچھ ایسی بھی ہیں جو نہیں سنیں۔ میں نے کہا کہ پھر آپ نشان لگا دیں کہ کون سی آپ نے سنی ہیں۔ چنانچہ انھوں نے ان احادیث پر نشان لگا دیا جو انھوں نے جابر سے سنی بھی تھیں''۔(۲)

قتادۃ بن دعامۃ دوسی بڑے بلند مرتبہ تابعی ہیں وہ حدیث کے حفظ میں ممتاز تھے اور جہاں کوئی حدیث سنتے تو اس وقت تک ان کو آرام نہ آتا جب تک اس کو حفظ نہ کر لیتے۔ قتادہ کو حضرت جابر بن عبداللہؓ کا صحیفہ بھی حفظ تھا۔ بلکہ وہ بقول انکے انہیں سورۃ البقرہ سے بھی زیادہ یاد تھا۔ چنانچہ ایک روز انھوں نے سعید بن عروبہ سے کہا مصحف (قرآن کریم) لو اور سورۂ بقرہ سنو۔ سعید کہتے ہیں کہ میں نے سورۃ بقرہ سن کر

---

(۱) السنۃ قبل التدوین ص ۳۰۶۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۳۸۲، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۹۲۔

کہا یقیناً آپ کو قرآن کریم بہت اچھا یاد ہے۔اس پر قتادہ بولے ہاں اور مجھے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا صحیفہ سورۂ بقرہ سے بھی زیادہ یاد ہے۔امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ بصرہ کے تمام محدثین میں قتادہ کا حفظ حدیث سب سے زیادہ تھا۔وہ جو سنتے انہیں یاد ہو جاتا تھا۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا صحیفہ ان کو ایک مرتبہ پڑھ کر سنایا گیا تھا اور انہیں حفظ ہو گیا تھا۔(۱)

سلیمان یشکری کے پاس بھی ایک حدیث کا مجموعہ تھا۔اور ان کے پاس حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا صحیفہ بھی تھا۔سلمان یشکری حضرت جابر بن عبداللہؓ کے تلامذہ میں سے تھے اس لئے ہوسکتا ہے انھوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کا بھی اپنا ایک نسخہ تیار کیا ہو۔ایک روایت میں یہ تصریح بھی موجود ہے کہ سلیمان نے حضرت جابر بن عبداللہ کی علمی مجالس میں شرکت کی اور ان کے صحیفہ کی ایک نقل تیار کی۔ابوالزبیر ابوالسفیان اور الشعبی بھی حضرت جابر بن عبداللہ کے تلامذہ تھے اور ان کے صحیفہ کی احادیث روایت کیا کرتے تھے۔(۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں درس حدیث دیتے تھے اور کثرت سے شائقین علم حدیث میں ان مجالس علمی میں شرکت کرتے تھے۔ان مجالس میں متعدد بار تابعین نے آپ سے احادیث سنکر تحریر کیں۔وھب بن منبہ جو ھمام بن منبہ کے بھائی تھے ان مجالس میں شرکت کرتے اور احادیث قلمبند کرتے تھے بعد ازاں انھوں نے اسی مجموعے سے احادیث روایت کیں۔(۳) محمد بن علی ابو جعفر

(۱) تہذیب التہذیب ج ۸ص ۳۱۸۔

(۲) تہذیب التہذیب ج ۴ص ۱۸۸۔

(۳) تہذیب التہذیب ج ۱۱ص ۱۷۴۔

الباقر اور عبداللہ بن محمد بن عقیل جیسے کبار تابعین بھی حضرت جابر بن عبداللہؓ کی مجالس میں حاضر ہوتے تھے۔ یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے بارے میں جابر سے سوالات کرتے اور ان سے سنی ہوئی احادیث کو لکھ لیتے تھے۔ (۱) ایک اور تابعی ابوالزبیر مسلم بن تدرس بھی تھے انھوں نے بھی کثرت سے جابر کی احادیث سنیں اور انہیں ضبط تحریر میں لائے۔ (۲)

۹۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ

۴۸۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ بھی صحابی رسول ہیں آپ کو بھی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سیکھنے اور یاد کرنے کا بہت اہتمام تھا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سمرۃ ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں جنہوں نے بکثرت احادیث حفظ کیں اور انہیں روایت کیا۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں ۵۸ھ میں انتقال کیا۔ (۳)

حضرت سمرۃ بن جندبؓ کا مجموعۂ احادیث:

۴۹۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد کرنے اور ضبط تحریر میں لانے کا بے حد شوق تھا۔ انھوں نے ایک مجموعہ احادیث تیار کیا تھا ان کے بیٹے سلیمان اسی مجموعے سے احادیث روایت کیا کرتے تھے۔ دارقطنی کا بیان ہے کہ سلیمان نے اپنے والد کی کتاب نقل کی تھی جس میں بہت سی احادیث تھیں۔

---

(۱) تقیید العلم ص ۱۰۴۔

(۲) تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۹۰۔

(۳) الاصابۃ ج ۲ ص ۷۸، الاستیعاب ج ۲ ص ۷۸، سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۸۲۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کو ایک مکتوب بھی روانہ کیا تھا جس میں احادیث تھیں۔ ہوسکتا ہے اس مکتوب میں اسی مجموعے کی احادیث درج کی ہوں۔ بہرحال اس مکتوب کے بارے میں محمد بن سیرین کا تبصرہ یہ ہے کہ سمرہ کا اپنے بیٹوں کے نام مکتوب علم کثیر پر مشتمل تھا۔ حافظ ابن حجرؒ کا بیان ہے کہ سلیمان نے اپنے باپ کے حوالے سے ایک بڑا رسالہ (نسخہ کبیرہ) روایت کیا ہے۔ اس موقعہ پر یہ حقیقت ذہن میں تازہ رہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کے یہاں علم سے مراد حدیث نبوی کا علم تھا۔ روایت ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سمرہ کا مجموعہ نقل کیا تھا۔ (۱) چنانچہ سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سمرۃ بن جندب کی روایت کردہ جو احادیث سناتے تھے ہم نے سنا ہے کہ وہ ان کی کتاب سے سناتے تھے۔ (۲) بہرحال اس میں شک نہیں کہ حسن بصریؒ حضرت سمرہ بن جندب کی مرویات میں ان کی کتابوں پر اعتماد کرتے تھے۔ امام ابوداؤدؒ وہ حدیث جو نماز کے بارے میں سلیمان از سمرہ مروی ہے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس صحیفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن نے سمرہ سے احادیث کا سماع بھی کیا تھا۔ (۳)

۱۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

۵۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور خادم نبوتؐ تھے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کثیر روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کا بیان

(۱) الاصابۃ ج ۲ ص ۷۹۔ تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۰۷، ج ۲ ص ۳۳۳۔

(۲) التراتیب الاداریہ ج ۲ ص ۲۵۸۔

(۳) تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۳۶۔

ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے علم حدیث حاصل کرنے والوں کی تعداد سوافراد سے زیادہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت میری عمر دس سال تھی اور غروب آفتاب نبوت تک میں آپ کے ساتھ رہا۔ میری ماں اور خالائیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا اشتیاق دلایا کرتی تھیں۔ بہرحال حضرت انس رضی اللہ عنہ طویل عرصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور آپ کے ساتھ غزوات میں اور سفر وحضر میں شریک صحبت رہے۔ جنگ بدر میں بھی ساتھ تھے اور بیعۃ الرضوان کے موقعہ پر بھی موجود تھے۔ آپ سے دو ہزار دو سو چھیاسی احادیث مروی ہیں۔ آپ ان سات صحابہ میں سے ہیں جنھوں نے بکثرت یعنی ایک ہزار سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں۔ آپ نے ایک سو تین سال عمر پائی ۹۳ھ میں انتقال ہوا۔(۱)

کتابت حدیث:

۵۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک سارا وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزارا۔ یہ شب وروز کی کامل دس برس کی مصاحبت تھی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات واحوال کا بہت قریب سے اور طویل عرصے تک مشاہدہ کیا اور کثرت سے آپ کے فرمودات سنے۔ یہی نہیں بلکہ آپ نے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا اور ان کے حفظ کا اہتمام کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ احادیث زبانی یاد کرنے کے علاوہ انہیں لکھتے اور لکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے یہ بجائے خود عہد نبوت میں کتابت حدیث کا عظیم الشان

(۱) الاصابۃ ج ۱ص ۷۱۔ سیر اعلام النبلاء ج ۳ص ۳۹۰۔

ثبوت ہے۔ پھر اس کا اس قدر اہتمام کہ لکھنے کے بعد پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے جس سے ضبط تحریر میں لانے میں کسی غلطی کا امکان ہی باقی نہیں رہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تینتیس برس زندہ رہے۔ اور اس عرصے میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیکھنے اور یاد کرنے کا شوق مسلسل جاری رہا چنانچہ کبار صحابہ سے احادیث سنتے تھے اور ان کے حفظ کا اہتمام کرتے اور طالبان علم کو پہنچاتے۔ ہر وقت شائقین علم حدیث کا ہجوم رہتا اور دور دور سے تابعین آپ سے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سننے کے لیے آتے تھے۔ ایسا بھی ہوتا کہ احادیث سننے اور سیکھنے والوں کی کثرت ہوتی تو آپ کے پاس احادیث کے جو لکھے ہوئے دفاتر صکاک محفوظ تھے وہ لاکر طالبان علم کے سامنے رکھ دیتے اور فرماتے۔

''یہ احادیث وہ ہیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں اور سن کر لکھ لیں اور پھر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا''۔(۱)

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی بینائی متأثر ہوگئی تھی۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلایا کہ میرے گھر تشریف لاکر نماز پڑھ لیں تاکہ میں وہ جگہ اپنی نماز کے لیے مقرر کرلوں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عتبانؓ کے گھر تشریف لائے اور آپ کے گھر میں نماز پڑھی۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی ساتھ آئی تھی، صحابہ کرام آپس میں گفتگو کررہے تھے کہ منافقین کا ذکر نکل آیا۔ اور اس ذیل میں مالک بن دخشم کا نام بھی گفتگو میں آیا۔ بعض صحابہ نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ اسے بددعا دے دیں اور وہ ہلاک ہوجائے یا اس پر کوئی مصیبت آجائے۔

(۱) تقیید العلم ص ۹۵۔

رسول اللہ ﷺ سے نماز سے فارغ ہو کر صحابہ کرام کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا اس شخص نے یہ گواہی نہیں دی کہ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں" صحابہ نے عرض کی کہ ضرور اس نے یہ کلمہ کہا ہے مگر یہ کلمہ اس کے دل میں نہیں ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص بھی یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں وہ جہنم میں نہیں جائے گا"۔

بعد میں کسی وقت حضرت عتبان بن مالکؓ نے یہ حدیث سنائی۔ اس مجلس میں حضرت انسؓ بھی موجود تھے۔ یہ حدیث انہیں بہت اچھی لگی اور اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ یہ حدیث لکھ لو۔ اور ان کے صاحبزادے نے اس حدیث کو لکھ لیا۔ (۱)

حضرت انسؓ کو احادیث کے لکھنے کا خاص اہتمام تھا وہ اکثر اپنے بیٹوں کو کہتے کہ "اے میرے بچو! احادیث لکھ لیا کرو" ایک اور موقعہ پر اپنی اولاد کو تاکید کی رسول اللہ ﷺ کی احادیث لکھا کرو۔ ہم تو اس شخص کے علم حدیث کو علم تصور نہیں کیا کرتے تھے جو لکھا نہیں کرتا تھا۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت انسؓ احادیث خود بھی لکھا کرتے تھے اور اپنی اولاد کو بھی نصیحت و تاکید فرماتے رہتے تھے کہ احادیث لکھا کرو۔ یہی نہیں کہ حضرت انسؓ لکھا کرتے تھے بلکہ صحابہ کرام کی ایک جماعت لکھا کرتی تھی اور احادیث کے لکھنے کا اس قدر اہتمام تھا کہ اگر کوئی نہیں لکھتا تھا تو اس کے علم حدیث جاننے کو علم نہیں شمار کیا جاتا تھا۔

---

(۱) صحیح مسلم (الایمان) ج ۱ ص ۶۱۔

(۲) تقیید العلم ص ۹۶۔

۱۱۔حضرت سعد بن عبادۃ انصاری رضی اللہ عنہ:

۵۲۔حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان اصحاب میں سے ہیں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت عقبہ کے موقعہ پر نقباء میں سے ایک مقرر فرمایا تھا۔امام بخاری کا بیان ہے کہ آپ نے غزوہ بدر میں شرکت فرمائی۔آپ لکھنا جانتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعا دی تھی کہ اے اللہ سعد کی اولاد پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ آپ بڑے سخی تھے۔ہر رات اہل صفہ کے اسی افراد کو کھانا کھلاتے تھے ۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔(۱)

کتابت حدیث

۵۳۔حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اسلام سے پہلے ہی لکھنا جانتے تھے اور اسی بنا پر مرد کامل سمجھے جاتے تھے۔ان کے پاس حدیث کا مجموعہ تھا بعد میں ان کے صاحبزادے نے اس کتاب سے احادیث روایت کی ہیں۔عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کے پاس بھی حضرت سعد بن عبادہؓ کی ایک کتاب تھی۔جس میں یہ حدیث بھی موجود تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہ کیساتھ قسم لے کر فیصلہ فرمایا۔(۲) ہوسکتا ہے کہ حضرت سعدؓ سے منقول بیشتر مرویات کا تعلق اسی کتاب سے ہو۔(۳) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ دراصل سعد کی کتاب عبداللہ بن اوفیٰؓ کے صحیفہ کی نقل تھی عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ احادیث لکھا کرتے تھے اور تلامذہ ان کی لکھی ہوئی احادیث انہیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔پھر ان کی اولاد در اولاد یہ سلسلہ جاری رہا کہ وہ اس صحیفہ میں مذکور احادیث روایت کرتے رہے۔(۴)

(۱) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۰۔

(۲) مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۸۵، تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۲۸۰۔

(۳) منہج النقد فی علوم الحدیث ص ۴۲، السنۃ قبل التدوین ص ۳۴۶۔

(۴) مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۲۸۔

صحابہ کرامؓ

جنہوں نے کتابت وتدوین حدیث میں حصہ لیا

۱۲۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ:

۵۴۔حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام فرمایا۔صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت نے ان سے مروی احادیث روایت کی ہیں۔آپ سے مروی احادیث کی تعداد ایک سو پچپن ہے۔غزوۂ قسطنطنیہ کے موقعہ پر ۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔(۱)

یحییٰ بن جابر طائی کی روایت ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک برادرزادے کو یہ حدیث لکھ کر ارسال کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"فتوحات کی کثرت ہوگی۔اس وقت لوگ جہاد سے بچنا چاہیں گے اور کوئی شخص اپنے آپ کو پیش کرے گا۔کہ میں تمہاری طرف سے جہاد میں جاتا

(۱)الاصابہ ج۱ص۴۰۴۔تہذیب التہذیب ج۳ص۷۹۔

ہوں یہ شخص (جو معاوضہ لیکر) اپنی قوم کے لوگوں کی طرف سے جہاد میں جائے گا۔ اپنے خون کے آخری قطرے تک اجیر ہوگا۔ ایسا مزدور جس نے اپنی اجرت دنیا ہی میں وصول کر لی"۔(۱)

حضرت ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ

۵۵۔صحابی رسول ہیں ان کے ایمان لانے کا واقعہ بڑا روح پرور ہے۔ یہ طائف کے سردار کے غلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوتی سفر پر طائف تشریف لے گئے تو یہ طائف کے ایک قلعہ کی دیوار پر چڑھے ہوئے پانی کی چرخی کھینچ رہے تھے اور اسی وجہ سے ان کا نام ابوبکرہؓ پڑ گیا تھا۔ یعنی چرخی والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی وہیں سے کود گئے۔ اور اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو آزاد فرما دیا آپ سے کتب حدیث میں ایک سو بتیس احادیث مروی ہیں۔ ۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔(۲) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سجستان میں قاضی تھے۔ آپ نے صاجزادے کو یہ حدیث لکھ کر ارسال کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے اور ایک ہی معاملے میں دو فیصلے نہ کرے۔(۳)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ:

۵۶۔حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ان کا اصل نام ابراہیم ہے۔

---

(۱) مسند احمد بن حنبل ج۵ص۴۱۳۔

(۲) تہذیب التہذیب ج۱ص۴۱۸ ۔

(۳) صحیح مسلم (الاقضیہ) ج۱۲ص۱۵۔مسند احمد بن حنبل ج۵ص۳۶۔سنن الدار قطنی ج۴ص۲۰۲۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حضرت عباسؓ کے قبول اسلام کی اطلاع ملی تو آپ نے اس خوشی میں ابورافع کو آزاد کر دیا تھا۔ آپ عالم اور فاضل تھے آپ سے متعدد احادیث مروی ہیں ۴۰ھ میں انتقال فرمایا۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث لکھنے کی اجازت طلب فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھنے کی اجازت دیدی۔ ابوبکر بن الحارث کا بیان ہے کہ ابورافع نے مجھے ایک کتاب (تحریر) دی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کے آغاز کرنے کا عمل مذکور تھا۔ اور یہ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو تکبیر کہہ کر یہ آیت تلاوت فرماتے تھے۔

إنی وجهت وجهی الذی فطر السماوات والأرض حنيفا وما أنا من المشركين ۔(۱)

۱۰۔ حضرت ابوریحانہ ازدی رضی اللہ عنہ:

۵۷۔ حضرت ابوریحانہ کا نام شمعون بن یزید ہے۔ آپ صحابی ہیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ زاہد اور متقی تھے۔ آپ سے متعدد احادیث مروی ہیں دمشق کی فتح میں موجود تھے۔ بعد ازاں بیت المقدس میں سکونت اختیار فرمالی تھی۔ ایک سمندری سفر کے دوران سمندر میں طوفان آگیا تو سمندر کو مخاطب کر کے فرمایا ٹھہر جا تو بھی میری طرح اللہ کا حکم کا تابع ہے اس کے بعد طغیانی جاتی رہی۔ (۲)

(۱) سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۱۶ الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۳۳۰۔

(۲) الاصابۃ۔

۵۸۔حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیحد محبت تھی۔ یہ تعلق اس قدر شدید تھا کہ سفر کے دوران بھی اپنی کتابیں ساتھ رکھتے اورانہی کے ساتھ اشتغال رہتا تھا۔ایک سمندری سفر کے دوران اپنی کتابیں سی رہے تھے کہ سوئی ہاتھ سے پانی میں گرگئی۔فرمانے لگے اے پروردگار میری سوئی مجھے واپس مل جائے چنانچہ سوئی پانی کی سطح پر ابھرآئی اورآپ نے اٹھالی۔

حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کاغذ کے دونوں طرف لکھتے اور پھر لکھے ہوئے کاغذوں کو موڑ کر کتاب کی صورت میں سی لیتے تھے۔کتابوں کو طومار کی صورت میں بھی سی لیتے تھے۔اوران میں الٹ پلٹ کر لکھتے کہتے ہیں کہ کتابت کے یہ طریقے سب سے پہلے انھوں نے اختیار کئے تھے۔

یقین کیساتھ یہ کہنادشوار ہے کہ یہ سب کتابیں حدیث ہی کی ہوں گی۔البتہ ظن غالب یہی ہے کہ ان میں احادیث بھی ہوں گی کیونکہ صحابہ کرام کا تمام تر اشتغال علمی حدیث ہی سے وابستہ تھااورانکے یہاں علم سے مراد علم حدیث ہی ہوتا تھا۔

۱۶۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:

۵۹۔صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ مشتاقان علم میں سے تھے۔ بیشتر اوقات رسول کریم کی مجلس میں حاضر رہتے اور حد درجہ شوق اور رغبت سے احادیث سنتے اورانہیں یاد کرتے اورروایت کرتے تھے۔آپ ان صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں مکثرین کہا جاتا ہے یعنی جنہوں نے ایک ہزار سے زائد احادیث روایت کی ہیں۔بقی بن مخلد کی مسند کبیر میں آپ کی گیارہ سوستر مرویات مذکور ہیں جن میں سے

تینتالیس متفق علیہ ہیں چھ صرف صحیح بخاری میں مذکور ہیں اور باون صرف صحیح مسلم میں ہیں ۶۳ھ میں انتقال فرمایا۔(۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن سے ممانعت کی یہ مشہور حدیث مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''مجھ سے کچھ نہ لکھو اور جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہے وہ مٹا دے''۔

ممانعت کتابت کے بارے میں یہ واحد صحیح حدیث ہے اگرچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث موقوف ہے لیکن ممانعت کی یہ حدیث روایت کرنے کے باوجود خود حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا یہ عمل رہا کہ آپ نے متعدد مواقع پر احادیث تحریر کیں۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ یا تو ان کی روایت کردہ حدیث کسی خاص موقع اور مناسبت کے ساتھ مخصوص تھی یا ممانعت کی حدیث پہلے تھی۔ اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ربا سے متعلق حدیث لکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اور آپ نے یہ روایت بھی نقل کی کہ صحابہ کرام قرآن کریم بھی لکھتے اور تشہد بھی لکھتے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ تشہد قرآن نہیں ہے حدیث ہے خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا حدیث لکھنا اور یہ روایت کرنا کہ صحابہ حدیث لکھا کرتے تھے اس امر کی دلیل ہے کہ اولاً حدیث کے لکھنے سے اس وجہ سے منع فرمایا گیا تاکہ قرآن میں اور غیر قرآن میں کسی کو اشتباہ نہ ہو۔ جب یہ

(۱) سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۲۸۔

اندیشہ جاتا رہا اور قرآن غیر قرآن سے ممتاز ہو گیا اور حدیث کے لکھے جانے کی ضرورت بڑھ گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور صحابہ نے بلا تامل تشہد تحریر کیا اور تشہد اور باقی احادیث میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔ کہ سب غیر قرآن ہیں۔(۱)

حضرت ابونضرہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ کے سامنے ذکر کیا کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے صرف کے بارے میں دریافت کیا۔ تو انہوں نے اس طرح کہا کہ ہم انہیں یہ حدیث لکھ کر بھیجیں گے تاکہ وہ تمہیں یہ فتویٰ نہ دیں۔ قسم بخدا ایک نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لے کر آئے آپ نے منع فرمایا کہ یہ تو نہیں لگتا کہ یہ ہماری زمین کی کھجوریں ہیں اس نوجوان نے بتایا کہ اس سال ہماری کھجوریں زیادہ اچھی نہیں تھیں۔ میں نے ان کے بدلے کچھ کھجوریں زیادہ دے کر یہ لے لی ہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اضافہ تو ربا ہے۔ ایسے معاملے کے قریب بھی نہ جاؤ اگر تمہیں اپنی کھجوریں اچھی نہ لگیں تو پہلے انہیں فروخت کرو اور اس قیمت کے بدلے دوسری خریدو۔(۲)

۱۸۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:

۶۰۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مہاجرین حبشہ میں سے ہیں فتح خیبر کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے حسن الصوت تھے۔ رسول

(۱) تقیید العلم ص ۹۳۔

(۲) مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۲۰۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا انہیں آل داؤد کے مزامیر عطا ہوئے ہیں۔ ۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔(۱)

روایت ہے کہ حضرت ابوموسی اشعریؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور انہیں تحریر کیا کہ۔آپ اپنے دور کے فاضل انسان ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کی حاجت کے لیے اس جگہ تشریف لائے جہاں نرم مٹی تھی وہاں آپؐ نے پیشاب کیا اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کی ضرورت محسوس کرے تو پہلے اس کی تلاش کرے۔(۲)

۱۸۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں۔آپ ان اصحاب میں سے جنھوں نے بیعت عقبہ ثانیہ میں شرکت فرمائی۔نیز غزوہ بدر میں شرکت فرمائی۔ آپ حافظ قرآن تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنایا تھا۔احادیث نبوی بھی بکثرت حفظ فرمائی تھیں۔علم وعمل دونوں میں ممتاز تھے۔حضرت انس رضی اللہ کا بیان ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب سے فرمایا کہ:

> ”اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں قرآن سناؤں۔اس پر ابی بن کعب بولے کہ کیا اللہ سبحانہ نے آپ کو میرا نام لے کر فرمایا ہے۔فرمایا۔ہاں۔ دریافت کیا۔کیا رب العالمین کے یہاں میرا ذکر ہوا ارشاد فرمایا۔ہاں! یہ سنکر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے“۔

---

(۱) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۰۹۔

(۲) مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۴۱۴۔

بقی بن مخلد کی مسند میں ان کی چونسٹھ احادیث روایت ہوئی ہیں۔ جن میں سے تین احادیث متفق علیہ ہیں۔ تین صرف صحیح بخاری میں ہیں اور سات صرف صحیح مسلم میں مذکور ہیں۔ ۳۰ھ میں انتقال فرمایا۔(۱)

حضرت سمرۃ جندب رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر یہ حدیث بیان کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سکوت فرماتے تھے۔ یہ سن کر عمران بن حصین نے کہا مجھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل یاد نہیں ہے۔ اس پر صحابہ کرام نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا اور ان سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا۔ جواب میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تحریر فرمایا کہ سمرہ نے صحیح یاد رکھا۔(۲)

۱۹۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سابقین اسلام میں سے ہیں اور بیعت عقبہ کے موقعہ پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اصحاب کو نقیب مقرر کیا تھا یہ ان میں سے ایک تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت بہت خوبصورت آواز کے ساتھ فرماتے تھے ایک موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسید بن حضیر بہت اچھے آدمی ہیں صحیحین وغیرہ میں ان سے متعدد احادیث مروی ہیں ۲۰ھ میں انتقال ہوا۔(۳)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت اسید بن حضیر یمامہ میں عامل تھے اس زمانے میں مروان نے انہیں خط لکھا کہ اگر کسی کی کوئی چیز

(۱) الاصابۃ ج اص ۱۹۔ سیر اعلام النبلاء ج ۲ص ۲۔

(۲) مسند احمد بن حنبل ج ۵ص ۷۔

(۳) سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۳۴۳۔ الاصابۃ ج اص ۴۹۔

چوری ہو کر بعد میں اگر کہیں فروخت ہو رہی ہو تو وہ قیمت دے کر خرید نے کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔ اس پر حضرت اسید بن حضیر نے تحریر کیا کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ اگر فروخت کرنے والے شخص نے مسروقہ شئے سارق سے خریدی ہو تو اصل مالک کو اختیار ہوگا چاہے تو قیمت دے کر اس شخص سے خرید لے اور چاہے تو سارق سے اپنی چیز کی واپسی کا مطالبہ کرے"۔(۱)

۲۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ

۶۳: حضرت براء بن عازب صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں متعدد غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت فرمائی آپ سے تین سو پانچ احادیث مروی ہیں جن میں سے دو سو بیس احادیث صحیحین میں ہیں اور صرف صحیح بخاری میں پندرہ اور صرف صحیح مسلم میں چھ مذکور ہیں۔ (۲)

طالبان علم کو حدیث کا درس دیتے تھے اور کثیر تعداد میں طلبہ جمع ہوتے۔ جو بانس کے تراشے ہوئے قلموں سے اپنی ہتھیلیوں پر لکھتے تھے۔ (۳)

ممکن ہے کہ کاغذ کی عدم دستیابی کی بناء پر ہتھیلی پر لکھتے ہوں یا کاغذ ختم ہو جاتا ہو تو ہتھیلی پر لکھنا شروع کر دیتے ہوں۔

---

(۱) مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۲۲۶۔

(۲) الاصابۃ ج ۱ ص ۱۳۶، سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۲۸۔

(۱) سنن الدارمی ج ۱ ص ۱۲۸۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ:

۶۴۔ حضرت جابر بن سمرہ مشہور صحابی رسول ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہزار مرتبہ سے زیادہ نماز پڑھی ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر کتب صحاح میں ان سے مروی ایک سو چھیالیس احادیث مذکور ہیں ۶۷ھ میں انتقال فرمایا۔(۱)

حضرت عامر بن سعد کا بیان ہے کہ

''میں نے اپنے غلام نافع کو خط دے کر حضرت جابر بن سمرہؓ کے پاس بھیجا اور ان سے عرض کی کہ مجھے کوئی حدیث جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو لکھ کر بھیج دیجئے۔ تو انہوں نے جواب میں یہ حدیث لکھ کر بھیجی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حوض پر سب سے پہلے موجود ہوں گا''۔(۲)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

۶۵: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے۔ رمضان ۱۰ھ میں مدینہ منورہ تشریف لائے اور ان کے ہم قوم لوگوں کی ایک جماعت ان کے ساتھ تھی ان کی آمد سے پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وادی سے تمہارے پاس یمن کا بہترین شخص آرہا ہے۔ دیکھا تو حضرت جریرؓ اور ان کی

---

(۱) الاصابۃ ج۱ص۲۱۲۔ سیر اعلام النبلاء ج۳ص۱۸۶۔ تہذیب التہذیب ج۲ص۳۹۔

(۲) صحیح مسلم (الفضائل) ج۴ص۱۸۲۔

قوم کے افراد ہیں۔ سب نے اسلام قبول کیا۔ آپ سے سو کے قریب احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے متفق علیہ آٹھ ہیں ایک حدیث صرف صحیح بخاری اور چھ صحیح مسلم میں ہیں۔ (۱)

ابواسحٰق راوی ہیں کہ ارمینیہ کے لشکر میں حضرت جریر بن عبداللہ بھی تھے اہل قافلہ کے پاس زادراہ ختم ہو گیا اور بھوک کی شدت نے ستایا تو حضرت جریر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔ اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں طلب فرمایا وہ آئے تو حضرت معاویہ نے ان سے پوچھا کیا تم نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ ہاں! یہ سنکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمام اہل قافلہ کو بہت سا سامان ضرورت عطا فرمایا۔ ابواسحٰق راوی کہتے ہیں کہ اس سامان میں میرے والد کو ایک چادر بھی ملی تھی۔ (۲)

۲۳۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ:

۶۶۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نوجوانان جنت کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میں حسن سے محبت کرتا ہوں تو بھی اسے اپنا محبوب بنالے اور اس کو بھی اپنا محبوب بنا جو اس سے محبت رکھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خود رسول اللہ سے اپنے والد حضرت علیؓ سے اور اپنی والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے احادیث سنیں اور حفظ کیں۔ ۴۹ھ میں وفات پائی۔ (۳)

(۱) الاصابۃ: ج۱ص ۲۳۲۔ سیر اعلام النبلاء ج۲ص ۵۳۰۔

(۲) مسند احمد بن حنبل ج۴ص ۳۶۱۔ (۳) الاصابۃ ج۱ص ۳۲۸۔ سیر اعلام النبلاء ج۳ص ۲۴۵

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس احادیث کا ایک مجموعہ (صحیفہ) تھا۔آپ اپنی اولاد کو احادیث کے قلمبند کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔بعض اوقات اپنے صاجزادوں اور برادرزادوں کو فرماتے۔

خوب علم حاصل کرو آج تم چھوٹے ہو کل تم بڑے ہو گے اور جو یاد نہ رکھ سکو۔اسے لکھ لیا کرو۔(۱)

۲۴۔حضرت رافع بن خدیج انصاری رضی اللہ عنہ

۶۷۔حضرت رافع بن خدیج انصاری صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ غزوہ اُحد میں شرکت فرمائی۔تیر کا زخم آیا جسے کھینچ کر نکال دیا مگر اس کی پھانس اندر رہ گے اسی زخم سے انتقال ہوا۔آپ کے بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں روز قیامت تمہارے حق میں گواہی دوں گا' آپ سے اٹھتر احادیث مروی ہیں۔ ۷۴ھ میں انتقال فرمایا۔(۱) حضرت رافع بن خدیج انصاری کے پاس ایک کتاب (تحریر) تھی۔جس میں اس امر کا بھی بیان تھا کہ مدینہ منورہ بھی حرم ہے۔ایک مرتبہ مروان نے اپنے زمانۂ خلافت میں خطبہ دیا اور اس میں مکہ کے حرم ہونے کا ذکر کیا (لیکن مدینہ منورہ کا کوئی ذکر نہیں کیا)۔اس پر حضرت رافع بن خدیج انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے پکار کر کہا کہ:

"بے شک مکہ تو حرم ہے۔لیکن مدینہ بھی حرم ہے۔اسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم قرار دیا ہے۔اور مدینہ منورہ کے حرم قرار دیئے جانے کا حکم

(۴) الکفایۃ فی علم الروایۃ ج اص ۲۹۱۔

(۱) الاصابۃ ج اص ۴۹۶۔سیر اعلام النبلاء ج ۳ص ۱۸۱۔

ہمارے پاس خولانی چمڑے پر لکھا ہوا ہے۔ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں پڑھ کر سنا دیں۔ اس پر مروان نے کہا کہ درست ہے ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے۔(۱)

۲۵۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

۶۸۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ سترہ غزوات میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت فرمائی۔ کتب حدیث میں ان سے ستر احادیث مروی ہیں۔ ۸۶ھ میں انتقال فرمایا۔(۲) نضر بن انس کا بیان ہے کہ واقع حرہ میں حضرت انسؓ کے بیٹے اور ان کی قوم کے بعض افراد مارے گئے تھے۔

حضرت زید بن ارقم نے انہیں تعزیتی خط لکھا جس میں انہوں نے تحریر کیا کہ

"میں تمہیں وہ بشارت پہنچاتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ انصار کی مغفرت فرما۔ انصار کی اولاد کی اور اولاد کی اولاد کی مغفرت فرما۔ انصار کی عورتوں کی مغفرت فرما۔ انصار کی اولاد کی عورتوں اور انصار کی اولاد کی اولاد کی عورتوں کی مغفرت فرما"۔

حضرت انس بن مالکؓ نے حضرت زید بن ارقمؓ کے تحریری مجموعہ کی احادیث روایت کی ہیں۔(۱)

---

(۱) مسند احمد حنبل ج ۴ ص ۱۴۱۔

(۲) الاصابۃ ج ۱ ص ۵۶۰۔ الاعلام ج ۳ ص ۵۶۔

(۱) مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۷۰۔ تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۴۱۔

۲۶۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

۶۹۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کبار صحابہ اور کاتبین وحی میں سے ہیں۔ گیارہ سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ کتاب وسنت کا علم اور دین کا فہم حاصل کیا۔ جماعت صحابہ میں آپ کو حفظ قرآن احکام میراث اور قضاء اور فتوی میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عہد نبوت میں چار اصحاب نے جمع قرآن کا کام کیا۔ چاروں انصاری تھے ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جمع اور تدوین قرآن کے کام میں ان پر اعتماد کیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کتابت قرآن کا کام سپرد کیا۔ رسول اللہؐ سے بانوے احادیث روایت کیں۔ ۴۵ھ میں انتقال کیا۔(۱)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ عربی تحریر اور کتابت میں مہارت رکھتے تھے۔ بعد میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عبرانی زبان اور اس کو لکھنا بھی سیکھ لیا تھا۔ کیونکہ عرب کے یہودی بولتے تو عربی زبان تھے لیکن لکھتے عبرانی خط میں تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدات اور مراسلات میں اسی خط کو استعمال کرتے تھے۔ خود حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہود پر بھروسہ نہیں ہے۔ اور مجھے حکم فرمایا کہ میں یہودیوں کی تحریر سیکھ لوں۔ میں نے پندرہ دن میں اس

(۱) الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۲۰۰۔

میں مہارت حاصل کر لی۔ پھر جب آپ کچھ لکھواتے میں لکھتا اور جب یہودیوں کی کوئی تحریر آپ کے پاس آتی میں آپ کو پڑھ کر سناتا"۔

ازاں بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تو آپ نے سریانی زبان بھی سیکھ لی۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ عبرانی اور سریانی کے علاوہ فارسی یونانی قبطی اور حبشی زبانیں جانتے تھے اور ان زبانوں میں رسول اللہؐ کے مترجم کے فرائض انجام دیتے تھے۔(۱)

میراث سے متعلق احادیث احکام کا آپ کو بخوبی علم تھا اور آپ اس شعبہ میں صحابہ کرام کے درمیان ممتاز تھے اور اکثر صحابہ کرام آپ سے استفسار کرتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کو خط لکھا اور دادا کی میراث کے بارے میں سوال کیا۔ اس کے جواب میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا کہ

"آپ نے مجھ سے دادا کی میراث میں حصہ کے بارے میں پوچھا ہے۔ میراث کا فیصلہ پہلے خلفاء اور امراء کیا کرتے تھے۔ میں آپ سے پہلے دونوں خلفاء کے زمانے میں موجود تھا۔ ان کا فیصلہ تھا کہ ایک بھائی کی موجودگی میں دادا کا نصف ہے دو بھائیوں کی موجودگی میں تہائی ہے اور دو سے زائد بھائیوں کی صورت میں بھی تہائی ہے"(۲)

(۱) سنن الترمذی (الاستیذان والآداب) ج۴ ص۱۶۷۔ سنن ابی داود (العلم) ج۲ ص۳۱۸۔ المستدرک ج۱ ص۰۷۔ مسند احمد بن حنبل ج۵ ص۱۸۶۔

(۲) موطا امام ملک ج۱ ص۱۰۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک مجموعہ احادیث جمع کیا تھا۔ جس میں صرف میراث سے متعلق احادیث جمع کی تھیں۔ امام زھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر زید بن ثابت میراث کی احادیث جمع نہ کرتے تو یہ علم لوگوں میں باقی نہ رہتا۔ (۱)

۲۷۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

۷۰۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی رسول ہیں۔ عہد نبوت میں سلمان الخیر کے نام سے متعارف ہوئے دین اسلام سے محبت شدید کا یہ عالم تھا کہ اپنے آپ کو سلمان بن اسلام کہتے تھے۔ غزوہ خندق میں شرکت فرمائی اور آپ ہی نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ عالم فاضل اور زاہد و عابد تھے ہجرت کے بعد جب رسول اللہؐ نے مہاجرین وانصار میں مواخات کا تعلق قائم کیا۔ تو حضرت سلمان فارسی اور ابوالدرداء بھائی بھائی قرار پائے۔ کھجور کی چھال سے چٹائی بنتے اور اس سے روزی کماتے تھے۔ ۳۰ھ میں انتقال فرمایا۔

روایت ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے احادیث کا ایک تحریری مجموعہ حضرت ابوالدرداء کو ارسال کیا تھا۔ (۲)

۲۸۔ حضرت ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ

۷۱۔ ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ بہت بہادر تھے آپ نے رسولؐ کے دربان کے فرائض انجام دیے تلوار ہاتھ میں لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہتے۔ (۳)

---

(۱) تاریخ دمشق ج ۹ ص ۱۲۱۔

(۲) الاحادیث الصحیحۃ ج ۱ ص ۳۱۵۔

(۳) الاصابۃ ج ۲ ۲۰۲۔ الاستیعاب ج ۲ ص ۲۰۶۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحاک کو ان کے ان ہم قوم افراد پر امیر مقرر کیا تھا، جو اسلام لے آئے تھے۔ان کے عہد امارت میں اشیم ضبابی قتل ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فرمان تحریر کیا کہ اشیم ضبابی کو ملنے والی دیت میں ان کی بیوی کو حصہ دیں۔ بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس طرح کا واقعہ پیش آیا تو ضحاک نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث لکھ کر بھیجی اور ان کو اس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آگاہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق عمل فرمایا۔ حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ احادیث لکھتے تھے۔ اور کتابت حدیث کا اس قدر اشتیاق اور اہتمام تھا کہ وسائل کتابت مہیا نہ ہونے کی صورت میں دیوار پر بھی لکھ لیتے تھے۔آپ نے حسین بن علی کو حج کے متعلق احادیث قلمبند کرائیں۔(۱)

۲۹۔ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ

۲۷۔حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ صغار صحابہ میں سے ہیں۔حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے صحابی ہونے کی تصریح کی ہے۔امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الکنی میں مذکور ہے کہ آپ نے غزوۂ بدر میں شرکت کی تھی آپ سے متعدد احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک حدیث سنن نسائی میں مذکور ہے۔ ۶۴ھ میں شہید ہوئے۔(۲)

(۱) مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۴۵۲۔ سنن ابن ماجہ (الدیات) ج ۲ ص ۸۸۳۔

(۲) الاصابۃ ج ۲ ص ۲۰۷ الاستیعاب ج ۲ ص ۲۰۵۔

یزید بن معاویہ کا انتقال ہوا تو حضرت ضحاک بن قیسؓ نے حضرت قیس بن ہیثم رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ:

السلام علیک۔اما بعد۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے فتنے تاریک رات کی طرح چھا جائیں گے۔ فتنے ایسے ہوں گے جیسے دھوئیں کے بادل۔آدمی کا دل اس طرح مردہ ہو جائے گا جیسے اس کا جسم مردہ ہو جاتا ہے۔صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر۔ لوگ تھوڑے سے دنیا کے بدلے دین اور اخلاق فروخت کر دیں گے۔ یزید بن معاویہ کا انتقال ہو گیا ہے۔تم ہمارے بھائی اور حقیقی رشتہ دار ہو اس لئے تم فیصلے میں سبقت نہ کرو۔بلکہ ہمیں موقعہ دو کہ ہم اپنے حق میں خود فیصلہ کر سکیں۔(۱)

۳۰۔حضرت عبدالرحمن بن عائذ رضی اللہ عنہ

۷۳۔حضرت عبدالرحمن بن عائذ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام بغوی رحمۃ اللہ عایہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ان سے کتب حدیث میں دو احادیث مروی ہیں۔ابن الاشعث کے عروج میں اس کے ساتھ تھے حجاج کے قیدی بنے اور ازاں بعد وفات پائی۔روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عائذ کے پاس کتابیں تھیں اور حمص کے لوگ ان کتابوں میں مذکور احکام پر عمل کرتے تھے۔(۱)

(۱) مسند احمد حنبل ج ۳ ص ۴۵۳۔

(۱) الاصابۃ ج ۳ ص ۱۰۱۔تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۱۸۰۔

۱۳۱۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں۔ اہل بیعت رضوان میں سے ہیں۔ آپ اپنے والد کی زکوۃ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے دعا دی۔ اور فرمایا "اے اللہ آل ابی اوفی پر رحم فرما" آپ سے متعدد احادیث مروی ہیں۔ کوفہ میں انتقال کرنے والے آخری صحابی ہیں۔ ۸۶ھ میں انتقال فرمایا۔ (۱)

سالم ابوالنضر کاتب تھے اور عمر بن عبیداللہ کے آزاد کردہ تھے۔ ان کا بیان ہے کہ

"مجھے عبداللہ بن ابی اوفی نے یہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم لکھ کر بھیجی۔ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام میں ایک دن زوال کے بعد کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا۔ اے لوگو دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو۔ اللہ سے عافیت مانگو اور اگر مقابلہ کی نوبت آجائے تو صبر واستقامت اختیار کرو۔ اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے اللہ اے قرآن کریم نازل کرنے والے اے بادلوں کو چلانے والے اور اے دشمن کی جماعتوں کو شکست دینے والے دشمنوں کو شکست دے اور ہمیں ان پر غالب فرما۔" (۲)

ابو حیان راوی ہیں کہ مدینہ منورہ کے ایک معمر شخص نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے حروریہ (خوارج) سے جہاد کے بارے میں عبیداللہ بن عمر کو خط لکھا جس میں یہ حدیث بھی تھی عبداللہ بن ابی اوفیؓ کا کاتب میرا دوست تھا میں نے اس سے کہا کہ اس حدیث کی نقل مجھے بھی دے دو اور اس نے مجھے یہ حدیث لکھ کر دی۔ (۳)

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۴۲۸۔

(۲) صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۶۴۔ صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۳۶۲۔ الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۳۳۶۔

(۳) مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۵۳۔

۳۲۔ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن الزبیر ہجرت کے سال پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے انہیں لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور منگائی اور اسے دہن مبارک میں چبا کر اس پہلے فرزند اسلام کو چٹائی۔ یعنی ان کے پیٹ میں سب سے پہلے جو چیز پہنچی وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دھن تھا۔ کتب احادیث میں ان سے متعلق احادیث مروی ہیں، ۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن الزبیر نے اپنے زمانۂ امارت میں حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو قاضی مقرر کیا تھا۔ سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ ایک روز میں عبداللہ بن عتبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس عبداللہ بن الزبیر کا مکتوب آیا۔ وہ مکتوب یہ تھا۔

"السلام علیکم' اما بعد! تم نے مجھ سے دادا کی میراث کے بارے میں پوچھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ' اگر میں اللہ کے بعد اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکرؓ) کو بناتا۔ لیکن وہ میرے دینی بھائی ہیں اور میرے غار کے ساتھی ہیں۔ انہی ابوبکرؓ نے دادا کو باپ کے قائم مقام قرار دیا۔ اس لئے ہمارے لیے مناسب یہی ہے کہ ہم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کریں۔ (۱)

---

(۱) الاصابہ ج ۲ ص ۳۰۱۔ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۸۹۔

(۲) مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۴۔

۳۳۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کم سنی ہی کی عمر میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ والد محترم حضرت عمرؓ کے ساتھ مدینہ ہجرت فرمائی۔ اہل بیعت رضوان میں سے ہیں۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم تھے۔ ہر معاملہ میں اسوۂ رسول کی پیروی کرتے۔ اتباع سنت رسول کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال واحوال جاننے کی جستجو میں رہتے اور پھر اس کے مطابق عمل فرماتے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر کے بار بار روتے' ہر اس جگہ اہتمام کے ساتھ نماز پڑھتے جہاں کبھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ مدینہ منورہ کے ان درختوں کو بڑے اہتمام کے ساتھ پانی دیتے جن کے سائے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی رکے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مکثرین صحابہ میں سے ہیں اور آپ سے ایک ہزار چھ سوتیس احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے ایک سوستر احادیث متفق علیہ ہیں اور صحیح بخاری میں اکیاسی اور صحیح مسلم میں اکتیس احادیث ہیں۔ ۳۷ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حدیث اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تبحر عالم تھے۔ احیائے سنت اور تبلیغ حدیث کے ہر وقت مشتاق رہتے طالبان علم آپ سے ہر وقت استفادہ کرتے اور آپ کی روایت کردہ حادیث لکھتے بھی تھے۔ چنانچہ سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طرح سفر کرتا کہ میری سواری ان دونوں کی سواری کے درمیان

ہوتی۔ میں دونوں سے احادیث سنتا رہتا اور بعض اوقات کجاوہ کی پشت پر لکھ لیتا اور جب سواری سے اُترتا تب وہاں ان احادیث کو لکھتا۔ انہی سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ اگر میرے پاس کوئی کتاب ہوتی تو میں اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کرتا اور جو وہ فرماتے وہی میرے لئے قول فیصل ہوتا۔(۱)

۷۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کتابیں بھی تھیں اور انہیں علم سے اس قدر شغف تھا کہ بازار بھی جاتے تو جانے سے پہلے کتابوں کا مطالعہ فرماتے۔ نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجموعۂ حدیث تھا۔ حضرت عبداللہ بن معمر فارس کے امیر تھے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور نماز کے بارے میں استفسار کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے خط کے جواب میں انہیں یہ حدیث لکھی۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو دوبارہ گھر میں جانے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھتے تھے"۔

نافع کا بیان ہے کہ شام کے ایک صاحب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے دوست تھے۔ یہ صاحب ابن عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کرتے تھے۔ آپ کو ان صاحب کے بارے میں اطلاع ملی کہ تقدیر میں کلام کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سرزنش اور تنبیہ کا خط لکھا اور انہیں تقدیر کے بارے میں گفتگو سے منع فرمایا نیز لکھا کہ اگر وہ باز نہ آئے تو آپ سے خط وکتابت نہ رکھیں۔ انہیں تحریر کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ:

---

(۱) السنۃ قبل التدوین ص ۳۵۲۔ تقیید العلم ص ۱۰۳۔ سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۳۲۱۔

''میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو تقدیر کا انکار کرینگے''۔

عبدالعزیز بن مروان نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ 'اگر آپ کو کوئی ضررت ہو تو مجھے بتادیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں خط کا جواب لکھا اور اس خط کا آغاز حدیث رسولؐ سے فرمایا۔ اس خط کا مضمون یہ ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تمہارے زیردست ہوں پہلے ان سے حسن سلوک کرو۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اوپر والے ہاتھ سے مراد دینے والا ہاتھ ہے اور نیچے والے ہاتھ سے مراد لینے والا ہے۔ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا اور اگر اللہ مجھے تمہارے ذریعے سے رزق پہنچائے تو میں اس کو رد نہیں کرتا''۔(۱)

۳۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۷۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں۔ غزوۂ بدر میں شرکت کی۔ پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر اور مسواک کی خدمت سرانجام دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد احادیث روایت کیں۔ چونسٹھ متفق علیہ ہیں۔ صرف صحیح بخاری میں اکیس اور صرف صحیح مسلم میں پینتیس احادیث ہیں۔ ۳۲ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مجموعۂ احادیث مرتب فرمایا تھا۔ بعض کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمن نے مجھے حدیث کی ایک کتاب لاکر دکھائی اور قسم کھا کر بتایا کہ یہ ان کے والد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

(۱) مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۹۔ ۴۵۔ ۹۰۔

۳۵۔ حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ صحابی ہیں غزوۂ خندق اور اس کے بعد کے غزوات میں شرکت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبیلۂ نجران پر عامل مقرر کیا تھا۔ اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی۔ آپ کے فرائض .... قبیلۂ نجران کے افراد کو قرآن کریم کی تعلیم تفہیم دین اور ان سے صدقات کی وصولیابی تھے۔ ۵۰ھ میں انتقال کیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جامع دستاویز لکھوائی تھی جس میں میراث زکوۃ اور دیتوں کے احکام مذکور تھے۔ رامہرمزی کی تصنیف المحدث الفاصل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری کردہ یہ احکام وہدایات عمرو بن حزمؓ نے خود تحریر کیے تھے۔ اور بعد ازاں رسول اکرم کو پڑھ کر سنائے تھے۔ اس دستاویز کی احادیث محدثین کرام نے اپنی مصنفات میں حسب موقع مختلف مقامات پر روایت کی ہیں۔ چنانچہ سنن ابوداؤد، صحیح ابن حبان اور سنن دارمی میں یہ احادیث موجود ہیں۔

امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ امیر المؤمنین فی الحدیث کے نام سے متعارف ہیں انہوں نے یہ دستاویز عمرو بن حزم کے پاس دیکھی تھی۔ یہ کتاب چمڑے کی باریک کی ہوئی جھلیوں پر لکھی ہوئی تھی۔ اور حضرت عمرو بن حزمؓ کی اولاد میں طویل عرصے تک نسل در نسل محفوظ رہی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور میں جب احادیث کی سرکاری طور پر جامع تدوین کا ارادہ کیا۔ تو انہوں نے عمرو بن حزم رضی اللہ

عنہ کے پوتے ابوبکر بن محمد کو تحریر کیا۔ کہ وہ یہ کتاب نقل کروا کر انہیں ارسال کر دیں۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے افراد خاندان کو لکھا کہ ان کا وہ مکتوب نقل کروا کر بھجوادیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا تھا۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان کی مزید نقول تیار کرائیں اور اپنے تمام عمال حکومت کو ان دستاویزات کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا۔ بعد میں جملہ فقہائے امت کا ان دونوں دستاویزات میں مذکور احکام پر کامل اتفاق رہا اور کسی نے کوئی اختلاف نہیں کیا۔

حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف یہ ایک ہی دستاویز نہیں تھی بلکہ ان کے پاس رسول اکرم کے متعدد مکاتیب اور مراسلات تھے۔ حتیٰ کہ اس موقعہ کا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب تھا جب عمر بن حزم کے بیٹا ہوا اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ میں نے نومولود کا نام محمد ابوسلیمان رکھا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مکتوب ارسال فرمایا کہ ُاس کا نام محمد اور کنیت ابوعبدالملک رکھ دو۔

حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ نے ان دستاویزات کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ اس کے ساتھ اکیس دیگر فرامین نبوی بھی فراہم کئے جو بنی عادیا اور بنی عریض کے یہودیوں، تمیم داری قبائل جہینہ و جذام وطی وثقیف وغیرہ کے نام موسوم تھے اور ان سب دستاویزات کی ایک کتاب مرتب کی، جو عہد نبویؐ کے سیاسی دستاویزات ونظم ومملکت کے متعلق حضور اکرم کے احکام کا اولین مجموعہ تصور کیا جا سکتا ہے۔ اس مجموعہ کی جو روایت تیسری صدی ھجری میں دِیبل (پاکستان) کے مشہور محدث ابوجعفر دیبلی نے کی ہے، محفوظ ہے اور ہم تک پہنچی ہے۔ اور ابن طولون کی

تصنیف اعلام السائلین من کتب سید المرسلین میں بطور ضمیمہ شامل ہے۔ اور یہ کتاب طبع ہوگئی ہے۔ (حمید اللہ، صحیفہ ہمام بن منبہ)

۳۶۔ حضرت محمد بن مسلمۃ انصاری رضی اللہ عنہ

۸۰۔ حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں غزوۂ بدر میں شرکت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر آپ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ ۴۳ھ میں انتقال فرمایا۔ (۱)

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ روایت ہے کہ کسی شخص کا انتقال ہوگیا تو میت کی دادی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور مرنے والے کی میراث میں حصہ طلب کیا اس موقعہ پر المغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت میں دادی کو چھٹا حصہ عنایت فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا تمہارے علاوہ بھی کوئی اس میراث سے واقف ہے محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا کہ میں اس امر کا گواہ ہوں۔

اسی طرح ایک موقعہ پر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کے اسقاط حمل کی دیت کے بارے میں صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ اور آپ کے سامنے حدیث بیان کی گئی تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کی توثیق کی۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کتاب تھی جس میں احادیث تھیں۔ چنانچہ محمد بن سعید کا بیان ہے کہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ہمیں ان کی تلوار کے پرتلے میں

(۱) سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۳۶۹۔

ایک کتاب ملی۔(۱)

۳۷۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

۸۱۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ بیعت عقبہ میں شرکت فرمائی اس وقت نوجوان تھے۔جامعین قرآن میں سے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ:

''انبیاء اور مرسلین کے بعد معاذ بن جبل اگلے پچھلے لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔اور اللہ سبحانہ ان کا فرشتوں سے مقابلہ فرماتے ہیں۔

۱۷ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کتاب تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث تھیں۔چنانچہ موسیٰ بن طلحہ کا بیان ہے کہ:

''ہمارے پاس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی کتاب تھی جس میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔اور یہ حدیث مذکور تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گندم جو کشمش اور کھجور پر زکوۃ لیتے تھے''۔(۲)

۳۸۔حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

۸۲۔حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین وحی میں سے تھے۔اپنے والد سے قبل عمرۃ القضا کے وقت اسلام لائے اور

---

(۱) السنہ قبل التدوین ص ۳۴۲۔

(۱) سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۴۴۳۔مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۲۸۔

غزوۂ حنین میں شرکت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں دعا فرمائی۔ "اے اللہ انہیں ھادی اور ہدایت یافتہ بنا دے اور ان کے ذریعے ہدایت دے"۔ مسند بقی بن مخلد آپ سے ایک سو تریسٹھ احادیث مروی ہیں۔ ۶۰ھ میں انتقال فرمایا۔ عبدالرحمن بن ھرمزالاعرج کی روایت ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عباسؓ نے اپنی بیٹی کا نکاح عبدالرحمن الحکم سے کر دیا اور عبدالرحمن نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا اور دونوں نے اپنی اپنی بیٹی کو دوسرے کے لئے مہر بنا دیا۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اس وقت خلیفہ تھے انہوں نے مروان کو لکھا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کروا دے اور آپ نے تحریر کیا کہ یہی تو شغار ہے۔ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔(۱)

۳۹۔ حضرت المغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

۸۳۔ حضرت المغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ بڑے بہادر اور ذہین تھے ـــــ کمالِ ذہانت کی بناء پر مغیرۃ الرائی کے نام سے مشہور تھے۔ آپ نے ایک سو چھتیس احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں سے صحیحین میں بارہ مذکور ہیں اور دو احادیث صرف صحیح بخاری میں آئی ہیں۔ ۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔(۱)

حضرت مغیرۃ بن شعبہ کے ایک کاتب تھے ان کا نام وراد تھا۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت مغیرۃ بن شعبہ نے انہیں ایک مراسلہ (کتاب) املاء کرایا اور یہ تحریر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ارسال کی۔ اس میں یہ حدیث بھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۱۹۔ مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۹۴۔

(۱) سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۱۔

ہر نماز کے بعد فرماتے۔

"لا إلٰه الا اللٰه وحده لا شريك له له الملك و له الحمد وهو على كل شئى قدير اللهم لا مانع لما أعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد۔"(۱)

بعدازاں پھر کسی موقعہ پر حضرت مغیرۃ بن شعبہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا۔

"السلام علیکم، امابعد! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ سبحانہ نے تین باتوں کو حرام قرار دیا ہے اور تین باتوں سے منع فرمایا ہے۔ جن تین باتوں کو حرام قرار دیا ہے وہ یہ ہیں۔ والدین کی نافرمانی، لڑکی کو زندہ درگور کرنا اور انکار کرنا اور مانگنا۔ اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے وہ یہ ہیں قیل وقال (بحث ومباحثہ) کثرت سوال اور اضاعت مال۔"(۲)

۴۰۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

۸۴۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ آپ سے ایک سو چودہ احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے متفق علیہ پانچ ہیں اور صرف صحیح بخاری میں ایک اور صحیح مسلم میں چار احادیث مذکور ہیں۔

حسن سے روایت ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے قیس بن ھیثم کو لکھا کہ:

(۱) صحیح بخاری (الاذن) ج۱ص۱۰۳۔

(۲) صحیح مسلم (الاقضیہ) ج۲ص۳۴۱، الکفایۃ فی علم الروایۃ ۲۲۷۔

"تم ہمارے بھائی اور قریب ہو' ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنیں اور آپ کے واقعات کا مشاہدہ کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'قیامت سے پہلے پے در پے فتنے آئینگے۔ اور تاریک رات کی طرح چھا جائینگے۔ ایک شخص صبح کو مومن ہوگا شام کو کافر لوگ معمولی سی دنیا کی خاطر اپنا اخلاق فروخت کردینگے۔" (۱)

۴۱۔ حضرت واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ

۸۵۔ حضرت واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک سے پہلے اسلام لائے اور اس غزوۂ میں شرکت فرمائی۔ ابن سعد نے کہا ہے کہ آپ اہل صفہ میں سے تھے۔ کتب حدیث میں آپ سے چھہتر احادیث مروی ہیں۔ دمشق میں انتقال کرنے والے سب سے آخری صحابی ہیں ۸۳ھ میں انتقال فرمایا۔ (۲)

حضرت واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ احادیث کی املاء کرتے تھے اور طالبان حدیث لکھا کرتے تھے چنانچہ معروف الخیاط کا بیان ہے کہ

"میں نے دیکھا کہ واثلۃ احادیث املاء کرا رہے تھے اور طالبان آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے۔" (۳)

---

(۱) مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۲۷۷۔

(۲) تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۹۰۔

(۳) تقیید العلم ج ۱ ص ۹۹۔

صحابیات

جنہوں نے کتابت وتدوین حدیث میں حصہ لیا

۴۲۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

۸۶۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ ابو النعیم کہتے ہیں کہ آپ نے دونوں ہجرتیں کیں اور دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ سے خواب کی تعبیر دریافت فرمایا کرتے تھے ۴۰ھ مین انتقال فرمایا۔(۱)

حضرت اسماء بنت عمیس کے پاس ایک کتاب تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث تھیں۔(۲)

۴۳۔ حضرت سبیعۃ اسلمیہ رضی اللہ عنہا

۸۷۔ حضرت سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ

(۱) الاصابۃ ج ۴ ص ۲۳۱۔ الاستیعاب ج ۲ ص ۲۳۴۔

(۲) السنۃ قبل التدوین ص ۳۴۶۔

عنہ کی اہلیہ تھیں۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور موطأ میں یہ حدیث مذکور ہے کہ حضرت سبیعہ اسلمیہ کے یہاں ان کے شوہر کی وفات کے بعد ولادت ہوئی اور اس ولادت کے ساتھ ان کی عدت ختم ہوئی۔ فقہائے مدینہ اور فقہائے کوفہ نے ان کی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"تم میں سے جو کوئی مدینہ منورہ میں وفات پا سکے تو یہاں وفات پائے"۔(۱)

عمرو بن عتبہ سے روایت ہے کہ اس نے سبیعہ بنت حارث کو لکھا اور اُن سے ان کی عدت ختم ہونے کے واقعہ کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت سبیعہ نے انہیں جواب میں لکھا کہ:

"ان کے شوہر کی وفات کے پچیس دن بعد ان کے یہاں ولادت ہوگئی۔ اور خیر کی طلب میں تیار ہوگئیں۔ ان کے پاس ابوالسنابل بن بعکک آئے انھوں نے کہا کہ تم نے جلدی کی۔ طویل مدت کی عدت گزارو یعنی چار ماہ دس دن۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میرے لیے استغفار کیجیے۔ آپ نے پوچھا کیوں۔ تو میں نے آپ کو ساری بات بتلائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نیک شوہر ملے تو نکاح کرلو۔(۲)

(۱) الاصابۃ ج۴ص ۳۱۷۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ص ۴۵۳۔

(۱) سنن ابن ماجہ (الطلاق) ج اص ۳۰۲۔

۴۴۔حضرت عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا

۸۸۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب دوست اور ساتھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔کل اٹھارہ افراد اسلام لائے تھے کہ آپ نے کم سنی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔کسی نے آپ سے دریافت کیا یارسول اللہ کون شخص آپ کو زیادہ محبوب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ،سوال کرنے والے نے عرض کی یارسول اللہ میری مراد مردوں سے تھی آپ نے فرمایا۔عائشہ کے والد۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت ذہین اور عقلمند خاتون تھیں آپ کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیکھنے کا بہت شوق تھا۔بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔اور صحابۂ کرام اور تابعین نے بکثرت آپ سے روایات نقل کی ہیں۔آپ اس قدر عالمہ اور فاضلہ تھیں کہ اکابر صحابہ آپ سے مسائل دریافت کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ہزار دوسو احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک سو چوہتر متفق علیہ ہیں۔چون صرف صحیح بخاری میں اور اڑسٹھ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔۵۸ھ میں انتقال فرمایا۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور کتابت حدیث

۸۹۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت

(۱) تہذیب الاسماء واللغات ج ۲ص ۳۰۲۔تہذیب التہذیب ج ۱۲ص ۴۲۳۔

علم نبوت حاصل کیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ بکثرت صحابۂ کرام آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔آپ سے علم نبوت سیکھتے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیکھتے اور بعض اوقات احادیث قلمبند بھی کرتے تھے۔حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ آپ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ''بیٹے! میں نے سنا ہے کہ آپ مجھ سے جو احادیث سنتے ہیں وہ لکھ لیتے ہیں' پھر دوبارہ گھر جا کر لکھتے ہیں' اس کی کیا وجہ ہے میں نے عرض کی کہ پہلے جو احادیث آپ سے سنتا ہوں وہ لکھ لیتا ہوں۔پھر جب گھر جاتا ہوں اور دوسرے صحابۂ کرام سے وہی احادیث سنتا ہوں تو انہیں بھی لکھ لیتا ہوں۔یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا۔کیا ان احادیث میں جو مجھ سے سنتے ہو اور پھر جب انہیں دوسرے صحابہ سے سنتے ہو' معنی میں کوئی فرق معلوم ہوتا ہے۔میں نے عرض کی کہ معنی میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔تو آپ نے فرمایا لکھا کرو کوئی حرج نہیں ہے۔(۱)

زیاد بن سفیان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا اور دریافت کیا کہ کیا وہ حاجی جس نے ھدی کا جانور روانہ کیا ہو اس پر وہ امور حرام ہو جاتے ہیں جو حاجی پر حرام ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ قربانی سے فارغ ہو جائے جیسا کہ حضرت ابن عباس کا فتوی ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اسے جواب میں تحریر کیا' اللہ کے رسول نے اللہ کی حلال کی ہوئی کوئی شے حرام قرار نہیں دی یہاں تک کہ آپ قربانی سے فارغ ہو گئے۔(۲)

(۱) الکفایہ فی علم الروایہ ص ۲۰۵۔

(۲) السنۃ قبل التدوین ص ۳۱۹۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ ہم سب (ازواج مطہرات) نے جب رسول اللہ کو دیکھا تو ہم سب جمع ہو گئے۔ آخری بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمائی وہ یہ تھی کہ آپ نے ان کے شانے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ اے عثمان! قریب ہے کہ اللہ سبحانہ تمہیں قمیص پہنائیں گے اور منافق اس کو اتارنا چاہیں گے تو تم اس کو نہ اتارنا' یہاں تک کہ تم مجھ سے ملاقات کرو۔ (یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی)۔ میں نے یہ سن کر کہا کہ ام المومنین آپ نے پہلے یہ حدیث نہیں سنائی۔ کہنے لگی میں بھول گئی اور قسم بخدا مجھے بالکل یاد نہ آئی۔ بعد ازاں میں نے یہ بات حضرت معاویہؓ سے ذکر کی۔ حضرت معاویہ مطمئن نہ ہوئے اور انہوں نے حضرت عائشہ کو لکھا کہ مجھے یہ حدیث لکھ کر بھیج دیں۔ جس کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہؓ کو یہ حدیث لکھ کر ارسال کی"۔ (۱)

۴۵۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا

۹۰۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بڑی بہن تھیں اولین ہجرت کرنے والی خواتین میں سے ہیں۔ بیحد خوبصورت

(۱) الاصابۃ ج ۱ ص ۵۶۱۔ سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۴۲۶۔

اور عقلمند خاتون تھیں۔ جساسہ کے واقعہ کی مفصل حدیث انہی کی روایت کردہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شوری کا اجلاس انہی کے گھر ہوا تھا ۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔(۱)

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ابو بکر بن حفص کے نکاح میں تھیں اور انہوں نے انہیں طلاق دے دی تھی۔ انھوں نے شوہر کے گھر والوں سے نفقہ کا مطالبہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں نفقہ نہیں ملے گا بس تمہارے اوپر عدت گزارنا ہے۔ بعد ازاں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث روایت کی اور املاء کرائی اور ان کے منہ سے یہ حدیث حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے سنی اور سنکر مکمل حدیث لکھ لی۔

"ابو سلمہ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اور واضح کیا کہ میں نے یہ تمام حدیث حضرت فاطمہؓ کے منہ سے سن کر لکھی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ بنی مخزوم کے ایک شخص کے نکاح میں تھیں انہوں نے مجھے طلاق البتہ دیدی۔ میں نے ان کے اہل خانہ کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھے نفقہ دو۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ذمے تمہارا نفقہ نہیں ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے ذمے نفقہ نہیں ہے بس تمہارے اوپر عدت گزارنا لازم ہے۔ تم ام شریک کے گھر منتقل ہو جاؤ اور اپنا خیال رکھو۔ بعد ازاں جب یہ بات سامنے آئی کہ مہاجرین اولین میں سے ام شریک کے

(۱) الاصابۃ ج ۴ ص ۳۸۴۔

بھائی ان کے پاس آتے ہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم ابن کلثوم کے یہاں منتقل ہو جاؤ وہ نابینا ہیں اگر تم چادر وغیرہ اتارو تو وہ نہ دیکھیں گے۔ جب میری عدت پوری ہوگئی تو مجھے معاویہ اور ابوجہم بن حذیفہ نے پیغام دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہ کا خاندان زیادہ ہے اور ان کے پاس مال نہیں ہے اور ابوجہم ایسے شخص ہیں جو لاٹھی کاندھے سے نہیں اتارتے (یعنی بیویوں سے سلوک اچھا نہیں ہے) اسامہ بن زید کے بارے میں کیا خیال ہے میرے گھر والوں نے اسامہ سے رشتہ کو پسند نہیں کیا۔لیکن میں نے کہا کہ میں اسی سے نکاح کروں گی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کے لئے فرمائیں گے۔ چنانچہ میں نے اسامہ بن زید سے نکاح کرلیا۔"(۱)

۴۶۔حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت میں خواتین عالم کی سردار ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رازداری سے مجھے بتایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ مجھ سے قرآن سنتے ہیں اس سال دو مرتبہ سنا ہے۔ میں اس سے یہ سمجھا ہوں کہ میرا وقت آ گیا ہے۔اور تم سب سے پہلے آکر مجھ سے ملوگی تو میں تمہارے لئے اچھا ہوں کہ میں وہاں پہنچوں گا یہ سن کر میں رونے لگی۔تو آپؐ نے

(۱) صحیح مسلم ج ۲ص ۱۱۱۶۔مسند احمد بن حنبل ج ۲ص ۴۱۳۔

فرمایا کہ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تم اس امت کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔ یا آپ نے فرمایا کہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو۔ یہ سن کر میں ہنس پڑی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اٹھارہ احادیث مروی ہیں۔ ۱۱ھ میں انتقال فرمایا۔(۱)

روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے ایک مجموعہ میں احادیث لکھی تھیں۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے محمد بن علی کو لکھا کہ وہ انہیں یہ احادیث نقل کر کے ارسال کریں اور جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت تحریر کی تھی وہ بھی ارسال کریں۔ چنانچہ محمد بن علی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مجموعہ احادیث اور ان کا وصیت نامہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ارسال کر دیا۔(۲)

---

(۱) الاصابہ ج ۴ ص ۳۶۵۔ الاستیعاب ج ۴ ص ۳۶۲۔

(۲) مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۴۵۳۔ و۔ ج ۴ ص ۱۴۱۔

اشاریہ

ابراہیم التیمی ۳۲
ابواسحاق ۴۴
ابوایوب الانصاری ۵۴
ابوبرزۃ الاسلمی ۳۷
ابوبکر الصدیق ۲۲، ۲۵، ۲۶، ۳۱، ۳۶، ۶۲، ۸۸
ابوبکر بن عبیداللہ بن عمر ۲۲
ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم ۹، ۳۲، ۷۸
ابوبکر بن عبدالحارث ابن ہاشم ۵۶
ابوبکر بن حفص المخزومی ۹۰
ابوبکرۃ الثقفی ۵۵
ابوجعفر الباقر ۴۷
ابوجعفر الدیبلی ۱۹، ۷۹
ابوحنیفۃ ۱۲
ابوجمرۃ ۴۵
ابوجحیفۃ ۳۲
ابوجہم بن حذیفۃ ابوحاتم ۳۲
ابوالحسن علی الندوی ۲
ابوحیان ۷۴
ابوخیثمہ ۳۲
ابوداؤد ۲۲، ۲۶، ۴۴، ۴۹، ۷۹
ابوالدرداء ۷۰
ابوراشد الحبرانی ۳۶
ابورافع ۴۴، ۵۶
ابوریحانہ الازدی ۵۸
ابوالزبیر ۴۷
ابوزرعہ ۳، ۳۲
ابوزید
ابوسبرہ بن سلمہ ۳۷
ابوسعید الخدری ۱۵، ۵۹
ابوالسفیان ۴۷
ابوسلمہ ۹۰
ابوالسنابل بن بعکک
ابوشاہ ۱۶

ابوصالح السمان ۴۰
ابوعبید ۲۲
ابوعبید بن الجراح ۳۰
ابوعثمان النہدی ۳۰
ابوموسیٰ الأشعری ۳۰،۶۰
ابونضرۃ ۵۹
ابونعیم ۱۶،۸۶
ابوہریرۃ ۲، ۵،
۸،۱۶،۳۲،۳۴،۳۸،۳۹،۴۰،۴۱،۸۸
ابووائل ۴۲
ابن الأشعث ۷۳
ابن ابی حاتم ۳۲
ابن ام مکتوم ۹۰
ابن ابی عدی ۳۷
ابن ابی ملیکہ ۴۴
ابن جریج ۲۲
ابن الجوزی ۱۴
ابن حبان ۲۲،
۴۰،۷۹
ابن حجر ۲۲
ابن راشد ۱۸
ابن الزبیر ۴۴
ابن زیاد ۳۷
ابن سعد ۳۲،
۳۴،۴۴،۴۵،۸۵
ابن طولون ۷۹
ابن قتیبہ ۱۴
ابن ماجہ ۳۰
ابن المنذر ۴۷
ابی بن کعب ۶۱
احمد بن جعفر القطیعی ۳۷
احمد بن حنبل ۲،۳،
۳۵،۴۱،۴۷،۴۸
اسامۃ بن زید ۹۰
اسماء بنت ابی بکر ۷۵
اسماء بنت حکم الفزاری ۳۱

اسماء بنت عمیس ۸۶
اسماعیل بن عمرو بن قیس ۵۳
اسید بن حضیر ۶۲
الاشتر النخعی ۳۲
الاعرج عبدالرحمٰن بن ہرمز ۸۲
اعمش ۳۲، ۴۰
ام شریک ۹۰
ام وائل بنت معمر ۳۰
امرأۃ اشیم الضبانی ۲۳، ۷۱
الاوزاعی ۱۶
انس بن مالک ۵، ۱۶، ۲۲، ۲۶، ۵۰، ۵۱، ۶۱، ۶۸
البخاری ۳، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۳۲، ۳۳، ۳۸، ۴۱، ۴۵، ۴۷، ۵۰، ۵۳، ۵۹، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۶، ۷۸، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۸
البراء بن عازب ۳۷، ۶۳
بشیر بن نہیک ۴۰
البغوی ۷۳
بقی بن مخلد ۳۸، ۵۹، ۶۱، ۸۲
بقیۃ ۷۳
الترمذی ۱۶
تمیم الجیشانی ۴۰
ثور بن یزید ۷۳
جابر بن سمرۃ ۶۴
جابر بن عبداللہ ۴۶، ۴۷
جریر بن عبداللہ ۶۵
الحارث الاعور ۳۲
حارث بن شمر الغسانی ۲۰
حارث بن کلدۃ ۵۵
حاطب بن ابی بلتعہ ۲۰
الحاکم ابو عبداللہ ۳، ۱۶، ۲۶، ۳۷، ۳۸
الحجاج ۷۳

حرب بن امیۃ ۱۲

الحسن البصری ۴۹، ۶۱، ۷۲

حسین المعلم ۳۷

حمید اللہ الدکتور ۲۱، ۴۱

خارجۃ بن زید بن ثابت ۶۹

الخطابی ۱۴

الخطیب البغدادی ۵۱، ۵۹

خلاس بن عمرو الہجری ۳۲

الدارقطنی ۴۹

الدارمی ۷۸

دحیۃ بن خلیفۃ الکلبی ۲۰

الذہبی ۱۴، ۲۵، ۲۷، ۳۱

رافع بن خدیج الانصاری ۱۶، ۶۷

رباب بن حذیفہ ۳۰

ریحانہ ۵۷

الزہری ابن شہاب ۶، ۱۰، ۲۵، ۲۸، ۷۸

زیاد بن ابی سفیان ۸، ۹

زید بن ارقم ۶۸، ۶۹

زید بن ثابت ۱۹، ۳۰

سالم ابن النضر ۶۴

سالم بن عبداللہ بن عمر ۲۸

سبیعۃ الاسلمیۃ ۸۷

سعد بن خولہ ۸۷

سعد بن عبادۃ ۵۳

سعید بن ابی عروبہ ۴۷

سعید بن جبیر ۴۵، ۵، ۷۷

سعید ابن مریم ۴۷

سعید المقبری ۴۰

سلمی ۴۴

سلمان الفارسی ۷۰

سلیط بن عمرو ۲۰

سلیمان بن سمرة ۴۹
سلیمان الیشکری ۴۷
سمرة بن جندب ۴۸
۴۹، ۶۱
الشافعی، الامام ۴۰
شجاع بن وہب الاسدی ۲۰
الشعبی ۴۷
صلاح الدین المنجد ۲۱
ضحاک بن سفیان ۲۳، ۷۱
الضحاک بن قیس ۷۲، ۹۰
عائذ بن عمرو ۳۷
عائشہ ام المومنین ۹، ۲۶
۸۸، ۸۹، ۹۱
عامر بن سعد ۶۴
العباس بن عبدالمطلب ۲۳
۴۲، ۵۶
العباس بن عبداللہ بن عباس ۸۲
عبدالرحمٰن بن الحکم ۸۲
عبدالرحمٰن بن عائذ الثمالی ۷۳
عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ۷۸
عبدالرحمٰن بن عوف ۳۰
عبدالعزیز بن مروان ۸
۴۰، ۷۷
عبداللہ بن ابی اوفی ۵۳، ۷۴
عبداللہ بن احمد بن حنبل ۳۷
عبداللہ بن الارقم ۱۹
عبداللہ بن بریدة ۳۷
عبداللہ بن جحش ۲۳
عبداللہ بن حذافة السہمی ۲۰
عبداللہ بن رافع ۷
عبداللہ بن الزبیر ۷۵
عبداللہ بن سعید الانصاری ۱۳
عبداللہ بن عباس ۱۲، ۱۶
۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۵۹، ۶۰، ۸۹
عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ۷۵
عبداللہ بن عکیم ۲۳

عبداللہ بن عمر ۷۶، ۷۷، ۸۷

عبداللہ بن عمرو بن العاص ۲، ۱۶، ۱۷، ۲۴، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶

عبداللہ بن محمد بن عقیل ۴۷

عبداللہ بن ہبیرہ ۴۰

عبداللہ بن ہرمز ۴۰

عبداللہ بن مسعود ۲۷، ۷۸

عبدالملک بن مروان ۳۰

عتبان بن مالک ۵۱

عتبہ ۳۰

عثمان بن عفان ۳۲، ۶۲

عثمان بن عثمان ۲۲

عدی بن زید العبادی ۱۲

عروۃ ۲۹

عطاء ۷

علی بن ابی طالب ۱۶، ۳۱، ۳۲

عمر بن الخطاب ۵، ۱۶، ۱۸، ۲۲، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۷۱، ۸۶، ۹۰

عمر بن عبدالعزیز ۱، ۴، ۸، ۹، ۱۰، ۲۸، ۷۹، ۹۱

عمر بن عبیداللہ بن معمر ۷۷

عمرو بن امیۃ الضمری ۲۰

عمرو بن حزم ۱۹، ۲۲، ۲۸، ۳۲، ۷۸، ۷۹

عمرو بن شعیب ۱۶، ۳۰، ۳۵

عمرو بن العاص ۲۶، ۳۰

عمرۃ بن عبدالرحمٰن الانصاری ۹

فاطمہ بنت قیس ۹۰

فاطمہ بنت محمد ۹۱

الفضل بن حسن بن عمرو ابن امیۃ الضمری

القاسم بن محمد ۹، ۲۶

قتادہ بن دعامہ الدوسی ۷، ۴۷، ۶۱
قیس بن عباد ۳۲
قیس بن الہیثم ۷۲، ۸۴
کثیر بن مرۃ الحضرمی ۸، ۴۰
کریب بن ابی مسلم ۴۵
کسری ۲۰، ۲۱
اللیث ۴۷
مالک بن انس، الامام ۱۰، ۲۸
مالک بن دخشم ۵۱
مجاہد ۳۴، ۳۵
محمد بن سعید ۸۰
محمد بن سیرین ۴۹
محمد بن عبدالرحمن الانصاری ۲۸
محمد بن علی ۳۲، ۴۷، ۹۱
محمد بن مسلمہ الانصاری ۸۰
محمد بن ہشام ۲۲
مروان الحکم ۴۰، ۶۲، ۸۲
مسعر ۷۸
مسلم بن الحجاج القشیری ۳، ۱۵، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۵۰، ۵۹، ۶۱، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۷۲، ۷۶، ۷۸، ۸۲، ۸۴، ۸۸
مصعب بن عمیر ۲۳
معاذ بن جبل ۸۱
معاویہ بن ابی سفیان ۳۷، ۳۹، ۶۲، ۸۲، ۸۳
معروف الخیاط ۸۵
معن ۷۸
المغیرہ بن شعبہ ۲۷، ۸۳
مقوقس ۲۰، ۲۱
مکحول ۷، ۳۹
مناظر احسن الکیلانی ۳
المنذر بن ساوی ۲۱

موسیٰ بن انس ۵۱
موسیٰ بن طلحہ ۸۱
موسیٰ بن عقبہ ۴۵
میمون بن مہران ۴۵
میمونہ بنت الحارث ۸۶
نافع ۷،۲۸
۷۷
نجاشی ۲۰،۲۱
نجدہ ۴۴،۴۵
النسائی، الامام ۲۲،
۳۲،۷۲،۷۹
النضر بن انس ۵۱
النعمان بن بشیر ۸۴
۸۹
النووی، الامام ۴۴
ھبیرہ بن عبدالرحمٰن ۵۱
ھرقل ۲۰
ھشام بن اسماعیل ۳۰
ھشام بن عروہ
ھمام بن منبہ ۲،۵
۳۸،۴۱
ھوذہ بن علی الحنفی ۲۰
وائل بن حجر ۲۳
واثلہ بن الاسقع ۸۵
وراد ۸۳
الولید بن ابی السائب ۷
الولید بن یزید ۶
وھب بن منبہ ۱۶
۳۸،۴۷
یحییٰ بن جابر الطائی ۵۲
یحییٰ بن سعید ۳۲،۴۹

مراجع

١ـ ابن أبى حاتم، عبدالرحمن الرازى: الجرح والتعديل، الطبعة الأولى، ١٣٦١ هجـ دكن .

٢ـ ابـن الأثير، على بن محمد: جامع الأصول، دار إحياء التراث العربى، الطبعة الثانية، ١٩٨٠م بيروت .

٣ـ ابـن بـلبـان عـلـى الـفـارسـى: الإحسـان بترتيب صحيح: بن حبان، دارالكتب العلمية، ١٩٨٧م بيروت .

٤ـ ابـن حبـان، محمد البستى: صحيح ابن حبان، بتحقيق أحمد محمد شاكر، دار المعارف، مصر .

٥ـ ابن حجر، أحمد بن على العسقلانى:

(أ) الإصابة فى تمييز الصحابة، دارالفكر، ١٩٧٨م بيروت .

(ب) تـقـريـب التهـذيـب، تـحـقيـق عبـد الـوهـاب عبداللطيف، دارالمعرفة، بيروت .

(ج) فتح البارى، دار إحياء التراث العربى، بيروت .

(د) لسان الميزان، دار الفكر ١٨٨م بيروت .

٦ـ ابن حنبل: مسند الإمام أحمد بن حنبل، دار الفكر ١٩٧٨م بيروت .

۷ـ ابن سعد، محمد: الطبقات الکبری، دار الکتب العلمیة، ۱۹۹۰م بیروت.

۸ـ ابن طولون، محمد الدمشقی: إعلام السائلین عن کتب سید المرسلین، مؤسسة الرسالة، بیروت.

۹ـ ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللّٰه.

(أ) الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، دار الجیل، ۱۹۹۲م، بیروت.

(ب) الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، المطبوع علی هامش الإصابة فی تمییز الصحابة لابن حجر.

(جـ) جامع بیان العلم و فضله، مکتبه ابن تیمیة، ۱۹۹٦م القاهرة.

۱۰ـ ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، ۱۳۹۹هـ بیروت.

۱۱ـ ابن العماد، عبد الحی: شذرات الذهب فی أخبار من ذهب، الطبعة الثانیة ۱۹۸۹م بیروت.

۱۲ـ ابن قیم الجوزیة: زاد المعاد فی هدی خیر العباد، مؤسسة الرسالة۱۹۹۲؟ بیروت.

۱۳ـ ابن کثیر، إسماعیل بن عمر: البدایة والنهایة، دار الکتب العلمیة، ۱۹۸۷م بیروت.

۱٤ـ ابن ماجه: سنن ابن ماجه بتحقیق فؤاد عبد الباقی، دار الحدیث / القاهرة.

١٥ـ أبو داود، سليمان بن الأشعث: سنن أبي داود، دارالفكر، بيروت.
١٦ـ أبو زهو، محمد محمد: الحديث والمحدثون، دار الكتاب العربي، ١٩٨٤م بيروت.
١٧ـ أبو عبيد، القاسم بن سلام: الأموال، ١٩٨١م القاهرة.
١٨ـ أبو نعيم، احمد بن عبدالرزاق الإصبهاني: حلية الأولياء و طبقات الأصفياء، دار الفكر بيروت.
١٩ـ إسماعيل، سالم الدكتور: دراسات في علوم الحديث، دار الهداية للطباعة والنشر، ١٩٨٧م القاهرة.
٢٠ـ أكرم ضياء العمرى: بحوث فى تاريخ السنة، الطبعة الرابعة ١٩٨٤م بغداد.
٢١ـ الألباني، ناصر الدين: الأحاديث الصحيحة، مكتبة المعارف، ١٩٩٥م الرياض.
٢٢ـ إمتياز أحمد، الدكتور: دلائل التوثيق المبكر للسنة والحديث، نقله إلى العربية الدكتور عبد المعطى أمين قلعجى، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، ١٩٩٠م كراتشي، باكستان.
٢٣ـ البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري:
(أ) صحيح البخاري، بحاشية السندي، دار المعرفة، بيروت.
(ب) التاريخ الكبير، دار الكتب العلمية، بيروت.
(جـ) التاريخ الصغير، دار المعرفة ١٩٨٦م بيروت.

٢٤ـ البغوی، حسین بن مسعود: شرح السنة، المكتب الإسلامی، ١٩٨٣م بيروت.

٢٥ـ البيهقی: السنن الكبری، دار المعرفة، ١٩٨٦م بيروت.

٢٦ـ الحاكم، محمد بن عبد الله: المستدرك علی الصحيحين، دار المعرفة بيروت.

٢٧ـ حميد الله، الدكتور محمد: الوثائق السياسية، دار الإرشاد للطباعة والنشر، ١٩٦٩م بيروت.

٢٨ـ الخطابی، حمد بن محمد: معالم السنن، المكتبة العلمية، ١٩٨١م بيروت.

٢٩ـ الخطيب، أحمد بن علی البغدادی:

(أ) الكفاية فی علم الرواية، طبع دكن.

(ب) تقييد العلم، بتحقيق يوسف العش، دار إحياء السنة النبوية، ١٩٧٤م القاهرة.

(جـ) الجامع لأخلاق الراوی و آداب السامع، بتحقيق الدكتور محمود الطحان، مكتبة المعارف ١٩٨٣م الرياض.

٣٠ـ الدار قطنی، علی بن عمر: سنن الدار قطنی مع التعليق المغنی، تحقیق عبدالرزاق هاشم يمانی القاهرة.

٣١ـ الدارمی، أبو محمد عبد الله: سنن الدارمی، مكتبه دحلان اندونيسيا.

٣٢ـ رفيق العظيم: أشهر مشاهير الإسلام، دار الرائع العربى، ١٩٨٣م بيروت.

٣٣ـ الزركلى، خير الدين: الأعلام دار العلم للملايين، ١٩٩٢م بيروت.

٣٤ـ الزيلعى، عبد الله بن يوسف: نصب الراية لأحاديث الهداية، دار الحديث، القاهرة.

٣٥ـ السباعى، الدكتور مصطفى: السنة ومكانتها فى التشريع الإسلامى، المكتب الإسلامى، ١٩٨٥م بيروت.

٣٦ـ السيوطى، تدريب الراوى، تحقيق عبدالرزاق عبد اللطيف ١٩٥٩م القاهرة، الشافعى، محمد بن إدريس الشافعى:

(أ) الأم، دار المعرفة، بيروت.

(ب) الرسالة، بتحقيق أحمد محمد شاكر، دار الفكر بيروت.

٣٧ـ شمس الحق العظيم آبادى: عون المعبود شرح سنن أبى داود دار الفكر ١٩٧٩م بيروت.

٣٨ـ صبحى الصالح، الدكتور: علم الحديث ومصطلحه، دار العلم للملايين، ١٩٨٦م بيروت.

٣٩ـ الطبرى، محمد بن جرير: تاريخ الأمم والملوك، دار الفكر، ١٩٨٧م بيروت.

٤٠ـ عبد الرحمن المباركفورى: تحفة الأحوذى فى شرح الجامع

للترمذی، دار الفکر بیروت.

۴۱ـ عبد الوهاب النجار: الخلفاء الراشدون، دار التراث، القاهرة.

۴۲ـ عجاج، محمد الخطیب الدکتور:

(أ) السنة قبل التدوین، دار الفکر ۱۹۹۰م بیروت.

(ب) أصول الحدیث، دار الفکر ۱۹۸۱م بیروت.

۴۳ـ عساف، الشیخ محمد: خلاصة الأثر فی سیرة سید البشر، بیروت،

عمر رضا کحالة: معجم المؤلفین، بیروت.

۴۴ـ عمر هاشم، الدکتور: قواعد أصول الحدیث، ۱۹۸۴م بیروت.

۴۵ـ العینی، بدر الدین: عمدة القاری شرح صحیح البخاري، دار الفکر بیروت.

الفارسی، محمد بن محمد بن علی: جواهر الأصول فی علم حدیث الرسول، دار الکتب العلمیة، ۱۹۹۲م بیروت.

فؤاد سزجین، تاریخ الأدب العربی ۱۹۷۸، القاهرة۔

القاسمی، جمال الدین: قواعد التحدیث، عیسی البابی الحلبی وشرکاؤه، القاهرة.

القسطلانی، أحمد بن محمد: إرشاد الساری بشرح صحیح البخاری، طبعة جدیدة بالأوفست من الطبعة الأمیریة، بیروت.

الکتانی، عبد الحی: التراتیب الإداریة، دار الکتب العربی، بیروت.

مالك، الإمام: الموطأ للإمام مالك، ۱۹۸۱۔ بیروت۔

محمد أحمد، الدكتور: السنة النبوية فى القرن الأول الهجرى، دار البخارى، ١٤١٢ لـ ج هلدينة المنورة .

محمد بن علوى السيد: المنهل اللطيف فى أصول الحديث الشريف.

مسلم بن الحجاج القشيرى: صحيح مسلم بشرح النووى، دار الكتب العلمية، بيروت .

المنذرى: مختصر سنن أبى داود للحافظ المنذرى مع معالم السنن للخطابى، ١٩٧٩ن

النسائى، أحمد بن شعيب: سنن النسائى، دار البشائر الإسلامية، ١٩٨٦،

النووى، محى الدين

(أ) شرح صحيح مسلم دار الكتب العلمية، بيروت .

(ب) تهذيب الأسماء واللغات، دار الكتب العلمية، بيروت .

ونسنك . أ . أى . الدكتور: المعجم المفهرس لألفاظ الحديث، مكتبة بريل، ١٩٣٦م لندن .

دور جدید میں بعض تعلیم یافتہ حضرات کے ذہنوں میں یہ غلط خیال پایا جاتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اپنے اولین دور میں ضبط تحریر نہیں لائی گئیں بلکہ صرف زبانی نقل و روایت پر اکتفاء کیا گیا۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور خلافت سے کم از کم ایک صدی گذر جانے کے بعد احادیث کے لکھے جانے اور ان کو مدون کئے جانے کے کام کا آغاز ہو۔ یہ خیال بالکل غلط ہے اور علمی و تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک علم سے مراد علم نبوت تھا (یعنی قرآن و حدیث) انہوں نے اپنی تمام زندگیاں قرآن وحدیث کے علم کے حصول میں لگادیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے زندگی میں کوئی مشغلہ اختیار نہیں کیا سوائے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ کرنے اور انکی تعلیم دینے کے۔ ان کے شاگرد رشید ھمام بن منبہ نے ان کی احادیث کا ایک تحریری مجموعہ تیار کیا جو صحفیہ ہمام بن منبہ کے نام سے مشہور ہے لیکن درحقیقت صحفیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ اپنی اصل حالت میں دریافت ہو گیا ہے اور مشہور عالم ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے اسے تحقیق کر کے شائع بھی کر دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں احادیث کا مجموعہ تیار کیا جو الصحیفہ الصادقۃ کے نام سے اہل علم کے درمیان متعارف ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے احایث لکھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس احادیث کا تحریری مجموعہ تھا۔

زیر نظر کتاب میں مستند حوالوں کے ساتھ اس حقیقت کو ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث کے مجموعے اور صحائف مدون اور مرتب کئے اور احادیث مبارکہ کو خود زمانۂ نبوت میں اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت بلکہ آپ کے حکم سے ضبط تحریر میں لاتے رہے۔ پہلی صدی ہجری میں کتابت و تدوین حدیث کے بہت عظیم الشان کام ہوا اور پھر اس کام کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے باقاعدہ سرکاری سرپرستی میں آگے بڑھایا۔

مکتبہ عمر فاروق

4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-4594144 Cell: 0334-3432345

فراز 0302-2691277